REGD NO E.P 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
۶/- روپے
ششماہی ۳/- روپے
ممالک غیر ۷/۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۶ | ۲ ہجرت ۱۳۳۶ھش | یکم شوال ۱۳۷۶ھ | ۲ مئی ۱۹۵۷ء | نمبر ۱۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

اطلاع

ربوہ ۲۴ اپریل۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"آج ڈاکٹر عبد الحق صاحب ڈینٹل سرجن لاہور نے حضور کے مسوڑھے میں چیرا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۰ اپریل۔ آج ۲۹ واں روزہ ہونے کی وجہ سے رات کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مکرم حافظ الدین صاحب نے اور سحری کے وقت مسجد مبارک میں مکرم حافظ سخاوت علی صاحب نے نماز تراویح میں قرآن کریم ختم کیا۔ ہر دو مقامات میں اپنے اپنے وقت پر اجتماعی دعا ہوئی جس میں متعدد احباب شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں ۲۰ دن روزہ سے مسجد اقصیٰ میں نماز ظہر تا عصر مکرم مولوی ابراہیم صاحب فاضل قرآن کریم کے آخری حصہ کا درس دیتے رہے۔ جس کے اختتام پر بھی حسب سابق اجتماعی دعا کی گئی۔

سرخ ستارے کی حقیقت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

کمیونزم حسن فطرت کے لئے ہر چند منفر سہی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا کی ایک تہائی آبادی کو یہی تلخ گھونٹ پلائے جا رہے ہیں۔ روس و چین کے علاوہ مشرقی یورپ کے آٹھ ملکوں میں بھی یہ سرخ جھنڈا لہرا رہا ہے اور مغربی و مشرقی ایشیاء کے بعد یہ مشرق بعید میں بھی فروغ پا رہا ہے۔

پنچایتی راج

کمیونزم کے رہنما جب معاشیات کے اس فلسفہ کو ترتیب دے رہے تھے۔ اسی وقت انہوں نے کہا تھا کہ زمین کی مشترکہ ملکیت کے متعلق عہد قدیم سے ایشیاء خصوصاً روس۔ چین اور بھارت کا عمل ایک سا رہا ہے۔ تاریخ کے معلومات پر نظر ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ ان تمام ممالک میں پنچایتی راج تھا۔ اور کمیونزم اسی پنچایتی راج کا ایک مکمل منصوبہ ہے۔ مارکس اور اینگلز کی کمیونسٹ پارٹی کے مینی فسٹو میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لینن بھی ہمیشہ بھارت کو کمیونزم کی چراگاہ سمجھتے رہے۔ جہاتما تلک کی گرفتاری پر اور انقلاب روس ۱۹۱۷ء کے بعد سوویٹ کانگریس کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے بھارت کے مستقبل کا بڑے امید افزا الفاظ میں ذکر کیا۔ اور بھارت کی سرزمین کو کمیونزم کے لئے ساز گار بتایا۔

انقلابی محرکات

لیکن کیا سچ مچ قدیم ایشیا میں کمیونزم رائج تھا؟ کمیونسٹ اپنے اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے ہر انقلابی تحریک کا صرف ایک پہلو پیش کرتے ہیں۔ جس کو اقتصادی یا آرتھک پہلو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی بھوکے سے پوچھا گیا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا "چار روٹیاں"۔ یہی حال کمیونزم کا ہے۔ دنیا کی تمام انقلابی جدوجہد میں کمیونسٹ رہنماؤں کو محض اقتصادی و معاشی تقاضے کارفرما نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ واقعہ ہوتا تو دنیا میں لاکھوں انسان فقط ایک روٹی کے لئے اپنا ضمیر و عقیدہ فروخت کرتے رہتے۔ ہندوستان مختلف عقائد کا گہوارہ ہے۔ اور یہاں ہر عقیدہ کے ہزاروں آدمی معیشت کا کوئی معقول ذریعہ نہیں رکھتے۔ بعض اوقات وہ فاقہ بھی کرتے ہیں۔ مگر کیا ایسا مشاہدہ میں آیا کہ وہ ہر گھڑی روٹی کے لئے اپنا معتقد بدلتے ہوں۔ انسان عموماً عزت نفس خودداری اور قومی روایات کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتا ہے۔ ہر انقلابی تحریک کا تجربہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم انہیں تقاضوں کو لے کر میدان انقلاب میں آئی ہے۔

بھارت میں عیسائی مشنریز سو برس سے معروف تبلیغ ہیں کروڑہا روپے ایک عقیدہ کی اشاعت کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ معاشی ضرورت مندوں کے لئے رہائش معاش۔ تعلیم اور علاج کا بھی بندوبست کرتے ہیں۔ مگر ان کی یہ اقتصادی پیشکش بھارت کی عزت نفس اور قومی روایات کے خلاف ہے۔ اس لئے اس پیشکش کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

جدلیاتی فلسفہ

تو واقعات۔ مشاہدات اور قومی روایات گواہ ہیں کہ ہر انقلاب محض اقتصادی و معاشی سطح پر کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن کمیونسٹ اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت میں جدلیاتی طریق کے قائل ہیں۔ واقعات و مشاہدات کی بنیاد پر کوئی نتیجہ اخذ کرنا ان کے ہاں غلط اندیشی بے راہ روی اور بورژوائی طریق فکر ہے۔ اور آرتھر کوئسلر کی تحریر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کمیونسٹوں کو زبردستی اپنی عقل مسخ کرنی پڑتی ہے۔ اور جب تک کوئی ایسے صریح واقعات و مشاہدات کی تکذیب کی ہمت نہیں کرتا پختہ کمیونسٹ نہیں سمجھا جاتا اس لئے وہ انقلاب کے دوسرے تمام داعیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

انقلابات عالم

کمیونزم کی اس تمہید کے بعد اب ہم اس تاریخ عالم کے بڑے بڑے انقلابات پر غور کرتے ہیں جیسے اسلام بودھ ازم۔ ہندو ازم وغیرہ یہ ساری وہ تحریکات ہیں جن کے ذریعہ دنیا میں عظیم الشان انقلابات رونما ہوئے تھے۔ لیکن جب ہم تاریخ کی دہلیز پر قدم رکھ کے ان کے محرکات کو دیکھتے ہیں تو اقتصادی یا معاشی آسودگی محض دور ذیلی طور پر نظر آتی ہے۔ کیا اسلام صرف معاشی فلسفہ کا نام ہے؟ یا مہاتما گوتم بدھ اور سری کرشن چندر جی نے معاش و شکم پروری کے نام پر انقلاب برپا کیا؟ ہرگز نہیں۔

مہاراجہ آشوک کے انقلابی جدوجہد سے ہم واقف ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کی انقلابی جماعت یہی مادی مقصد لے کر آگے بڑھی تھی آشوک اعظم کے کتبات آج بھی ملتے ہیں۔ کسی کتبہ میں انہوں نے اقتصادیات کی لالچ دیکر انقلاب کی دعوت نہیں دی۔

انقلاب روس

اب ہم اس مغالطہ کا ازالہ کرنے کے لئے انقلاب روس ۱۹۱۷ء کے واقعات پر غور کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ ہم زنشاد پرستی کے قائل ہیں۔ نہ جاگیرداری کی بقا ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر انقلاب روس کے کمیونسٹ معاہدوں نے روس کے شاہی خاندانوں اور جاگیرداروں پر جو مظالم ڈھائے اور ان کی عورتوں کو جس طرح جنسی بھوک کا شکار کیا گیا۔ اس سے ضرور اظہار نفرت کرتے ہیں۔ کمیونسٹ پارٹی کو یہ بھی اقرار ہے کہ انقلاب روس کے بعد وہاں عورت قومی ملکیت سمجھی گئی۔ اور ہر شخص نے اسے ایک بہتا دریا سمجھ کر اس سے پیاس بجھائی۔ حتیٰ کہ ایک روسی سیاح اس انقلاب کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ ماریچ گیا اور وہاں اس کو اپنی دوست وبیوی ظاہر کیا۔

کمیونسٹ پارٹی کا کردار

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابتداء میں کمیونسٹ پارٹی نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے آوارہ طبیعت اور بد فطرہ خصلت لوگوں کو آلہ کار بنایا۔ دنیا کی کسی دوسری انقلابی و اصلاحی تحریک نے دہشت و بربریت کی اتنی گھناؤنی یادگار نہیں چھوڑی۔ اسی پر قرآن کریم اور گیتا وغیرہ کی تعلیمات شاہد ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر انقلابی تحریک کا صرف یہ مقصد نہیں تھا کہ ان کے معاشی مطالبات پورے کئے جائیں۔

روس کا تذبذب

اب اگر ہم کمیونسٹوں رباقی صفحہ پر)

مقدس لوگ

(ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام)

"ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے۔ ایسے ہی خدا نے جن لوگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ راجہ رامچندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور ان میں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے۔"

(مضمون مشمولہ چشمہ معرفت ص۱۱)

مکرم صلاح الدین ایم۔اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

شذرات!

از مکرم مولوی کلیم اللہ صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ختم نبوت مولینا عبد الماجد صاحب دریابادی اپنی تصنیف "سفر حجاز" میں "انوار مدینہ" کے ماتحت جنت البقیع کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ادھر دیکھئے تو جگر گوشہ رسول مسلم صاحبزادہ ابراہیم جو اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے"

یعنی مولینا صاحب نے حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا کو درست مانا ہے اب ہم مولینا محترم سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازۂ نبوت بند ہو گیا تو حضرت ابراہیم رضو زندہ رہنے کی صورت میں نبی کیسے ہو جاتے۔ آپ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ نبوت بند نہیں ہوا۔ بلکہ جو انعام نبوت کا مستحق ہو گا اس کو یہ انعام دیا جائے گا۔ اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔

آخر البیت مولینا عبد الماجد صاحب سفر حجاز زیر عنوان "کعبہ مقصود" لکھتے ہیں

اول بیت بھی یہی۔ آخر بیت بھی یہی
سب سے پہلا عبادت خانہ بھی یہی اور
سب سے آخری عبادت خانہ بھی یہی

براہ کرم اب آپ ہی آخر الانبیاء کے معنی بتائیں۔ اگر آخر بیت سے آپ کی مراد افضل بیت ہے تو آخر الانبیاء کا مطلب افضل الانبیاء کیوں نہیں ہو گا؟

پھر آپ عنوان "حریم قدس" کے ماتحت لکھتے ہیں:-

طور اب بھی وہی ہے۔ تجلیات اب بھی وہی ہیں۔ جواب میں لن ترانی کہنے والا اب بھی جوں کا توں ہے۔ لیکن رب ارنی کہنے والا کوئی نہیں۔

مولینا صاحب شکریہ معلوم ہوا سب معاملہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ آج رب ارنی کہنے والے کو کیا ملے گا۔ ہم نے تو سنا ہے کہ قادیان کے ایک انسان نے رب ارنی کہا۔ خدا اس پر جلوہ گر بھی ہوا۔ مگر آپ کے نزدیک تو انہوں نے بھی کچھ نہیں پایا۔

کردار محافظ ختم نبوت پیام مشرق دہلی مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء میں "آواز" میں گئے اخبار "نوائے پاکستان" کے چند اشعار آئے ہیں۔ جو ہمارے عزت مآب وزیر اعظم پنڈت جواہر لال کے متعلق ہیں۔ ان اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے پیام مشرق رقمطراز ہے

یوں تو یہ ساری نظم ہی خرافات اور اخلاق کا دیوالیہ نکل جانے کا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن دو تین اشعار تو اتنے گھٹیا ہیں کہ ہم یہ تصور نہیں کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ایک ایسے اخبار میں چھپیں گے۔ جو مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہو۔ اور تحریک ختم نبوت کا علمبردار ہو۔

پیام مشرق کو شاید پہلی مرتبہ ان کے اخلاقی دیوالیہ پن کا علم ہوا ہے۔ لیکن ہمیں تو اس سے پہلے بھی تجربے ہو چکے ہیں اور اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن تو ابھی کل ہی کی بات ہے اس میں احراری اخباروں نے محافظ ختم نبوت، منکر جیسے اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم جب کہتے تھے کہ یہ محافظان ختم نبوت ختم نبوت کا مفہوم نہیں جانتے تو لوگ کان نہیں دھرتے تھے۔ مگر اب تو معلوم ہو گیا کہ صرف مفہوم ہی نہیں بلکہ وہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے بھی واقف نہیں۔

استعمال لفظ خاتم "پیام مشرق دہلی" ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں مشہور قصیدہ گو شاعر شیخ ابراہیم ذوق کے متعلق لکھا کہ سچ تو یہ ہے کہ قصیدہ سرائی ذوق پر ختم ہو گئی ہے۔ ان کے بعد کوئی دوسرا اس میدان کا شہسوار نظر نہ آیا۔

بھلا اب کوئی یہ بتائے کہ جب قصیدہ سرائی ذوق پر ختم ہو گئی تو ابھی تک اصناف شاعری میں صنف قصیدہ کی کمی کیوں نہیں کی گئی۔ اور کیا ابھی تک شعرا کرام کو معلوم نہ ہو سکا کہ قصیدہ سرائی ذوق پر ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے اب قصیدہ کہنا حرام مطلق ہے۔ علامہ اقبال کو کیا ہو گیا تھا کہ انہوں نے بھی جا بجا نواب صاحب بھوپال کی شان میں قصیدہ سرائی کی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ادیبوں اور شاعروں نے مولویوں کی اس تحقیق سے اتفاق نہیں کیا کہ تم النبیین کے معنے ایسے آخری نبی کے ہیں جن کی بعثت سے باب نبوت ہی بند ہو گیا۔

یاجوج و ماجوج مولینا عبد الماجد صاحب دریابادی "سفر حجاز" باب "سمندر کنارہ" میں لکھتے ہیں:-

مخلوق خدا کی ہو تو ہو۔ لیکن سمندر اور سمندروں کی بندرگاہ۔ جہاز اور ان کے بیڑے۔ محکمۂ بحری اور خداوندانِ بحر۔ کروزر اور ڈریڈ ناٹ۔ تارپیڈو اور دسٹرائر آج بانگ پکار سے کہہ رہے ہیں۔ کہ اسرا اور حکم" یاجوج کا ہے۔ پھر اگر ایسے حال میں آپ کسی سچے قول سنتے ہیں۔ کہ یاجوج ماجوج سمندر کا پانی پی جائیں گے تو آپ اس پیشگوئی کے پورے ہو چکنے سے کسی زمانہ مستقبل کا کیوں انتظار کرتے

(باقی صفحہ پر)

ضروری اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

تمام احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ رسالہ فرقان لاہور پر جو رفیق احمد کا نام ترتیب دینے والوں میں لکھا گیا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ رفیق احمد میرا بیٹا ہے۔ ابھی تعلیم سے فارغ نہیں ہوا نہ وہ ایڈیٹری کے قابل ہے نہ ترتیب دینے کے قابل۔ ممکن ہے اس وقت کلرک بن سکے وہ بھی ناقص۔ مولوی سیف الرحمن صاحب پروفیسر جامعۃ المبشرین نے جو درحقیقت اس رسالہ کے کرتا دھرتا ہیں اس کا نام صرف اس وجہ سے رکھا ہے کہ شائد اس کے نام کی وجہ سے احمدی اس رسالہ کو خریدیں۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ رسالہ محض دوسرے رسالوں کے چرائے ہوئے مضمونوں پر چلتا ہے۔ کوئی احمدی دھوکا میں نہ آئے۔ اور اس کو نہ خریدے۔ رسالہ میں تو یہ لکھا ہے کہ اس کی کاپیاں بالکل ختم ہو گئی ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مولوی سیف الرحمن صاحب کاسۂ گدائی لے کر صاحب حیثیت لوگوں کے گھروں میں پھر رہے ہونگے۔ کہ کچھ مدد کرو تاکہ میں اس رسالہ کا اگلا ایشو نکال سکوں۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۶/۴/۵۷

سیرت سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت!

بھارت میں بعض شر پسند لوگ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے خلاف ہتک آمیز مضامین اور رسائل شائع کرتے رہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے علاوہ اس کے کہ ملک کی مختلف قوموں میں کشیدگی اور فساد بڑھتا ہے۔ ہماری ملکی اور سیکولر حکومت کے لئے بھی باعث پریشانی ہوتا ہے

اس فتنہ کا بہترین سدباب یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند سوانح حیات اور سیرت کی غیر مسلموں میں عام اشاعت کی جائے اس غرض کو پورا کرنے کیلئے نظارت ہذا نے نہایت اہتمام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور سیرت طیبہ ہندی زبان میں تیار کرائی ہے کیونکہ ہندی ملک کی سرکاری زبان ہے اور غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کیلئے اس زبان میں لکھنا زیادہ مفید ہے لہذا ہندی میں سیرت طیبہ لکھی گئی ہے۔

احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور حتی المقدور اپنا چندہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے مد امانت نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوں

جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینگے انکے اسماء اس مبارک کتاب کے شروع میں درج کئے جائینگے اللہ تعالیٰ سب احباب کو توفیق عطا فرمائے اور حافظ و ناصر ہو۔ (مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین ہے وہ ہمیشہ سچوں کا ساتھ دیتا ہے!

دعائیں کرو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی حفاظت ہمیشہ حاصل رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۲ اپریل ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے

کمزور ایمان لوگوں کے متعلق

فرماتا ہے کہ

یحسبون کل صیحۃ علیھم

(سورۂ منافقون ع ۱)

ہر مصیبت کی آواز جو انہیں سنائی دیتی ہے اس کے متعلق وہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ مصیبت ان کے خلاف پڑیگی۔ اور انہیں تباہ کرے گی۔ اس کے مقابلہ میں ایک مومن کے سامنے جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ غیر کے اوپر پڑے گی۔ مجھ پر نہیں پڑے گی۔ میرے ساتھ تو میرا خدا ہے اور جب میرا خدا میرے ساتھ ہے تو مجھے کیا ڈر ہوسکتا ہے۔ اور یہ مصیبت میرے اوپر کیوں پڑے گی۔ اگر کوئی ماں ڈنڈا لے کر باہر نکلے۔ تو ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کیوں مارے گی۔ وہ تو ان کے دشمنوں کو ہی مارے گی بچے اگر ڈرتے ہیں۔ تو وہ بے وقوفی سے ڈرتے ہیں۔ ورنہ انہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ اگر ہماری ماں ہے۔ اور ڈنڈا لے کر آئی ہے۔ تو ہمارے دشمنوں کے لئے لیکر آئی ہے۔ ہمارے لئے نہیں۔

میں دیکھتا ہوں

کہ کچھ دنوں سے ایسے کمزور ایمان لوگ۔ اول تو اپنی عادت مستمرہ کے مطابق ہمارے خلاف جھوٹ بناتے ہیں۔ اور پھر آپ ہی یہ نتیجہ بھی نکال لیتے ہیں کہ اگر کوئی ناپسندیدہ بات ہوئی ہو تو اس سے ڈر بھی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ وہ پھر ڈر اور خوف بھی ہماری طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ مثلاً پچھلے دنوں ایک اخبار نے لکھا کہ ربوہ کے تھانہ پر پولیس نے چھاپہ مارا ہے جس سے وہاں کے ذمہ وار افراد میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ اور ہر فرد گھبرایا ہوا محسوس ہوتا ہے اب تم سارے جانتے ہو کہ یہ اس نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ نہ یہاں کوئی چھاپہ مارا گیا ہے۔ اور نہ کوئی ڈر رہا ہے۔ تم آرام سے آتے ہو۔ روزانہ درس سنتے ہو۔ اور اطمینان سے واپس چلے جاتے ہو۔ مگر وہ لکھتا ہے کہ ربوہ کے لوگوں میں بڑی تشویش پھیلی ہوئی ہے۔ اور پھر لکھتا ہے کہ ان کا خلیفہ اسی پریشانی کی وجہ سے جابہ اور ربوہ کے درمیان چکر کاٹ کر دل بہلا رہا ہے۔ اب بتاؤ میں جابہ میں ہوں یا تمہارے اندر کھڑا ہوں غرض وہ اپنی بات کو پکا کرنے کے لئے اپنے دل کا ڈر ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ اول تو

یہ جھوٹ ہے

کہ تھانہ پر چھاپہ مارا گیا ہے۔ لیکن فرض کرو مارا گیا ہو۔ تو جب ہم نے کوئی قانون شکنی ہی نہیں کی۔ تو ہمیں ڈر کس بات کا ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ناجائز طور پر چھاپہ مارنے والا ہے تو وہ گورنمنٹ کے ہاتھوں خود پکڑا جائے گا۔ ہمیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈر تو کمزور مومنوں یا پھر بے ایمان لوگوں کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جنگ اُحد

میں تشریف لے گئے۔ تو ایک موقعہ پر مسلمانوں کی بعض غلطیوں کی وجہ سے دشمن کو اس طرح ضرب لگانے کا موقعہ مل گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر ان صحابہ کی لاشوں پر جا گرے جو آپ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو چکے تھے۔ اور پھر ادھر لاشیں آپ کے اوپر بھی آگریں۔ صحابہ نے اس وقت گھبراہٹ میں یہ سمجھا کہ شاید آپ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ خبر فوراً مشہور ہوگئی۔ جب یہ خبر اپنوں اور بیگانوں میں پھیلی۔ تو ابوسفیان نے بڑی خوشی منائی۔ کہ چلو ہمارا یہ ایک ہی دشمن تھا جو مارا گیا ہے۔ اور اس نے ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ کہاں ہے محمدؐ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے ان کو مار ڈالا ہے۔ اس وقت صحابہ کوشش کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے خود کا کیل نکال چکے تھے اور آپ کو ہوش آ چکی تھی۔ اور انہیں یقین ہو چکا تھا کہ آپ زندہ ہیں۔ اور وہ ابوسفیان کی بات کا جواب دے سکتے تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چپ رہو۔ آپ نے خیال فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن پھر حملہ کر دے۔ جب اسے کوئی جواب نہ ملا۔ تو کہنے لگا کہاں ہے ابوبکرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ کو بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ خاموش رہو۔ چنانچہ آپ بھی خاموش رہے پھر ابوسفیان نے اسی جوش میں کہنے لگا کہاں ہے عمرؓ۔ حضرت عمرؓ بڑے جوشیلے تھے۔ وہ جھٹ کہنے لگے کہ میں تمہارا سر توڑنے کے لئے یہاں موجود ہوں۔ لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا عمرؓ خاموش رہو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں خاموش رہے۔ اس پر ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا لنا عزّی ولا عزّی لکم۔ اے مسلمانو دیکھو عزّیٰ بت ہمارے پاس ہے اور تمہارے پاس کوئی عزّیٰ نہیں اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا اب کیوں نہیں بولتے۔ چونکہ آپ صحابہ کو بار بار حکم دے چکے تھے کہ اس وقت ہم کمزور اور زخمی ہیں۔ اس لئے خاموش رہو۔ تا ایسا نہ ہو کہ کفار مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دیں۔ اس لئے وہ اس بات پر بھی خاموش رہے۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بولتے کیوں نہیں تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم کہو

لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم

ابوسفیان نے کہا ہمارے پاس عزّیٰ بت ہے مگر تمہارے پاس کوئی عزّیٰ بت نہیں۔ تم کہو ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے۔ مگر تمہارے ساتھ کوئی خدا نہیں۔ غرض مومن کسی حالت میں بھی نہیں گھبراتا۔ اور وہ ہر حالت میں اپنے خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ جنگ اُحد میں بظاہر مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی اور کفار کو فتح ہوئی تھی لیکن نتیجہ کیا نکل آیا مسلمان گھبرائے یا کفار گھبرائے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ کفار ایسے گھبرائے کہ ابوسفیان اپنا سارا لشکر لے کر مکہ جا پہنچا۔ ادھر مسلمان جو زخمی ہوئے تھے۔ اور ایک موقعہ پر انہیں یہ خیال ہو گیا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہوئی کہ چونکہ اُحد مدینہ کے قریب تھا (اُحد اور مدینہ کے درمیان قریباً ۸ میل کا فاصلہ تھا) اسی لئے جب یہ خبر

مدینہ والوں کو پہونچی

تو مدینہ کی عورتیں اور بچے میدانِ جنگ کی طرف بھاگے۔ گویا کفار کا جرنیل ابوسفیان جو مرد تھا وہ تو ڈر کر اپنے لشکر سمیت مکہ کی طرف جو تین سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ بھاگ گیا۔ لیکن مسلمان عورتیں اور بچے میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑے یہ پتہ لینے کے لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے تو دیکھو

کتنا بڑا فرق ہے

چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کی شکست کی خبر سن کر مدینہ کا شہر خالی ہو جاتا۔ اور لوگ وہاں سے بھاگ جاتے۔ لیکن بھاگا ابوسفیان۔ وہ اپنے لشکر کو لے کر مکہ جا پہنچا۔ اور بھاگا بھی اس ڈر کے مارے۔ کہ کہیں مسلمان اسے مار نہ دیں۔ اور اس کے مقابلہ پر مسلمان عورتیں دلیری سے اپنے بچوں کو لے کر میدانِ جنگ میں جا پہنچیں۔ غرض مسلمانوں کے حوصلے دیکھو اور کفار کی بزدلی دیکھو۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ جو مسلمان نہیں تھے وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ اس لڑائی سے تو ہمارے لئے برا ہی نکلنا ہے۔ لیکن مسلمان یہ سمجھتے تھے۔ کہ یہ جو بظاہر شکست ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ ہمارے لئے اچھا ہی نکلے گا۔ چنانچہ ان کی عورتیں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر میدانِ جنگ میں پہنچ گئیں

تاریخ میں آتا ہے

کہ ایک عورت جب دوڑتی ہوئی میدانِ جنگ کی طرف آرہی تھی۔ تو رستہ میں اسے ایک آدمی ملا۔ جو اس کا واقف تھا۔ اس عورت نے اس سے دریافت کیا کہ بتاؤ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس عورت کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ لیکن وہ صحابیؓ میدانِ جنگ سے آرہے تھے۔ اور انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زندہ ہونے کا یقین تھا۔ اس لئے انہوں نے بجائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بات کہنے کے اس عورت سے کہا۔ کہ بی بی مجھے بہت افسوس ہے۔ کہ تیرا باپ اور تیرا خاوند اور تیرا بھائی تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگی میں نے کب تجھ سے اپنے بھائی کے متعلق سوال کیا تھا یا میں نے کب تجھ سے اپنے خاوند کے متعلق دریافت کیا تھا میں نے تو تجھ سے یہ دریافت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ مگر اس صحابیؓ نے پھر یہی جواب دیا۔ آخر اس عورت نے کہا تجھے خدا تعالیٰ کی قسم۔ تو کوئی اور بات نہ کر۔ تو میری اس بات کا جواب دے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے

اس نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیریت سے ہیں۔ تو باقی سب مصیبتیں اس خوشی کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہیں۔ پھر وہ کہنے لگی بھائی تجھے یہ تو بتا دوں کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہاں۔ آپ لشکر سے ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑے تھے۔ ان صحابی رضؓ نے اس طرف اشارہ کر کے کہا آپ ادھر کھڑے ہیں۔ اس پر وہ عورت دوڑتی ہوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ اور محبت کے جوش میں آپ کے پاؤں میں گر گئی اور آپ کا دامن پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگا کر کہنے لگی۔ کہ یا رسول اللہ آپ بھی کیا کرتے ہیں۔ یہ فقرہ تو تھا مہمل اور بے معنی۔ لیکن عورتیں غم کے موقع پر اسی قسم کے فقرے بول لیا کرتی ہیں۔ اس سے

اس کا مطلب یہ تھا

کہ آپ کی وفات کی خبر جو مشہور ہوئی ہے۔ یہ گویا آپ نے ہی مشہور کرائی تھی۔ حالانکہ یہ حادثہ اتفاقی طور پر پیش آیا تھا۔ لیکن وہ اپنے غم میں سب کچھ بھول گئی۔ اور کہنے لگی یا رسول اللہ آپ بھی کیا کرتے ہیں۔ اب دیکھو خطرہ کی خبر سن کر مسلمانوں کا دل کتنا بڑھ گیا۔ لیکن جو لوگ مومن نہیں تھے۔ ان کا دل اتنا گھٹ گیا کہ فتح پا نے کے بعد بھی شکست کی کیفیت ان کو نظر آ رہی ہے۔ ان کے تو لگتے ہی منافق چھپے پڑے ہیں اور ربوہ پر مار آگیا ہے۔ اور گھبرا رہے ہیں۔ اور پھر اس گھبراہٹ کو ربوہ والوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ روزانہ اطمینان سے درس سنتے ہیں۔ اب ہزاروں کی تعداد میں جمعہ میں بھی بیٹھے ہیں۔ مگر آپ لوگوں کو تو ربوہ رہنے کے باوجود اس خبر کا علم تک نہیں۔ اور ان لوگوں کو لاہور میں الہام کے ذریعہ علم ہو گیا۔ کہ ربوہ والے گھبرا رہے ہیں۔ اور میں یہاں مسجد میں خطبہ دے رہا ہوں۔ اور وہ خبر شائع کرتے ہیں۔ کہ احمدیوں کا خلیفہ پریشانی کی وجہ سے جابہ اور ربوہ کے درمیان چکر کاٹ کر دل بہلا رہا ہے۔ حالانکہ

حالت یہ ہے

کہ میں طبیعت کی خرابی کے باوجود آج کل قرآن کریم کے ترجمہ کی اصلاح کر رہا ہوں۔ پھر دوسرے کاموں کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت بھی کرنی پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے کوفت ہوتی ہے۔ اور اس کا تقاضا ہے کہ میں کسی جگہ جا کر چند دن آرام کروں لیکن میں آرام نہیں کرتا۔ تاکہ رمضان کے دنوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ مگر اس اخبار کا معتبر راوی ربوہ سے لکھتا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب بھاگ کر جابہ چلے گئے ہیں۔ تم جو یہاں بیٹھے ہو۔ معتبر راوی نہیں۔ لیکن اخبار کا نامہ نگار معتبر راوی ہے۔ ان کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے۔ جو کسی عدالت میں چپڑاسی تھا۔ ایک دن وہ مجسٹریٹ کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ حضور مجھے دس دن کی رخصت عطا کی جائے۔ مجسٹریٹ کہنے لگا۔ آج کل کام کے دن ہیں۔ کچھ دن ٹھہر جاؤ۔ پھر چھٹی مل جائے گی۔ اس پر وہ کہنے لگا حضور مجھے تین سال چھٹی مانگتے ہو گئے۔ لیکن مجھے چھٹی نہیں ملی۔ جب بھی چھٹی مانگتا ہوں یہی جواب دیا جاتا ہے کہ

آج کل کام کے دن ہیں

چند دن ٹھہر جاؤ۔ لیکن میں اب زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔ مجسٹریٹ نے کہا۔ کیوں میں بھی تو یہاں کام کر رہا ہوں۔ اگر تم چند دن کام کر لو۔ تو کیا حرج ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ بات یہ ہے۔ کہ میری بیوی بیوہ ہو گئی ہے اور میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ آپ مجھے چھٹی کیوں نہیں دیتے۔ ایسی نوکری کو میں نے کیا کرنا ہے۔ کہ بیوی بیوہ ہو جائے اور بچے یتیم ہو جائیں۔ اور پھر بھی چھٹی نہ ملے مجسٹریٹ کہنے لگا۔ تیری عقل ماری گئی ہے۔ بیوی تو تب بیوہ ہوتی ہے۔ جب اس کا خاوند مر جائے۔ مگر تو تو یہاں زندہ موجود ہے۔ اور پھر بچے اس وقت یتیم ہوتے ہیں جب ان کا باپ مر جائے۔ اور تو یہاں زندہ موجود ہے۔ اور خود اپنے منہ سے کہہ رہا ہے کہ میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ تو زندہ موجود ہو۔ اور پھر تیرے بچے بھی یتیم ہو جائیں اور تیری بیوی بھی بیوہ ہو جائے۔ چپڑاسی کہنے لگا میں اتنا بے وقوف تو نہیں ہوں۔ یہ بات میری سمجھ میں بھی آتی ہے۔ لیکن گھر سے ایک

معتبر نائی آیا ہے

اور اس نے بتایا ہے۔ کہ میری بیوی بیوہ ہو گئی ہے۔ اور میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں اسی طرح ربوہ سے بھی اس اخبار کا معتبر نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب بھاگ کر جابہ پہنچ گئے ہیں۔ اور ربوہ والے تشویش اور گھبراہٹ کی وجہ سے دوڑتے پھر رہے ہیں۔ انہیں چھپنے کے لئے کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ گویا ان کے پاس بھی معتبر نائی آ گیا ہے۔ وہ معتبر نائی تو محض روایتی تھا۔ مگر یہ سچ مچ کا معتبر نائی ہے۔ جس کی رپورٹ اخبار میں چھپی ہے۔ کہ ربوہ میں بڑی سخت تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ ربوہ والے بھاگے پھر رہے ہیں۔ اور خلیفہ صاحب جابہ میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ بالکل اسی معتبر نائی والا قصہ ہے۔ حالانکہ

مومن کا طریق

تو وہ ہوتا ہے۔ جو صحابہؓ نے جنگ احد کے موقعہ پر دکھایا۔ کہ بجائے گھبراہٹ کے ان کا ایمان اور بھی بڑھ گیا۔ اور عورتیں اور بچے دوڑتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچ گئے۔

ایک اور صحابی حضرت انس بن نضرؓ کی نسبت آتا ہے کہ جب مسلمانوں کو پہلے پہل جنگ احد میں فتح نصیب ہوئی۔ تو چونکہ انہوں نے رات سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ وہ ذرا پیچھے کی طرف گئے۔ ان کے پاس دس بارہ کھجوریں تھیں۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہ ایک طرف ہو کر کھجوریں کھا لیں چنانچہ وہ ٹہلتے بھی جاتے تھے۔ اور کھجوریں بھی کھاتے جاتے تھے۔ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ بعد میں مسلمانوں کی پشت پر سے حملہ کر کے ان کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچا رہے تھے۔ اور آپ کے آگے کھڑے ہو کر لڑ رہے تھے۔ صرف بارہ آدمی تھے۔ جو اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ اور ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی شامل تھے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے گرے۔ اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ اس صدمہ میں یہ خیال کر کے کہ شاید اس خبر کو سنکر مدینہ سے کچھ اور لوگ پہنچیں۔ اور ان کے ساتھ مل کر ہم آپ کا بدلہ لیں۔ حضرت عمرؓ میدان جنگ سے باہر آ گئے۔ اور ایک چٹان پر بیٹھ کر رونے لگ گئے۔ حضرت انس بن نضرؓ اس وقت ٹہلتے ٹہلتے کھجوریں کھا رہے تھے۔ انہوں نے جب حضرت عمرؓ کو روتے دیکھا۔ تو آگے بڑھ کر کہا۔ عمرؓ اسلام کو فتح ہوئی ہے۔ اور تم رو رہے ہو۔ یہ رونے کا کونسا موقع ہے۔ یہ تو خوشی کا موقع ہے۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے۔ انسؓ! شاید تمہیں پتہ نہیں کہ بعد میں کیا ہوا۔ انسؓ نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ دشمن نے پیچھے سے اچانک حملہ کر دیا۔ اور اس حملہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت انسؓ کے پاس اس وقت صرف ایک ہی کھجور رہتی۔ جو منہ میں ڈالنے کے لئے تیار تھے۔ مگر انہوں نے جب یہ بات سنی۔ تو کہا عمرؓ اگر یہ واقعہ جو تم نے بیان کیا ہے درست ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ تب بھی یہ رونے کا کونسا وقت ہے۔ جدھر ہمارا محبوب گیا ہے ادھر ہی ہمیں بھی جانا چاہئے۔ اگر ہمارا محبوب اس دنیا میں نہیں۔ تو ہم نے

اس دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے

ہمارا محبوب اگلے جہان چلا گیا ہے۔ تو ہم بھی وہیں جائیں گے۔ اس دنیا میں ہمارا کوئی کام نہیں۔ پھر انہوں نے اس کھجور کو جو ان کے ہاتھ میں تھی نیچے پھینکا۔ اور کہا تو ہی میرے اور جنت کے درمیان سوائے تیرے اور کونسی روک ہے۔ اس کے بعد انہوں نے تلوار سونت لی۔ اور میدان جنگ میں چلے گئے۔ کفار کا لشکر پیچھے ہٹ چکا تھا۔ مگر ابھی میدان جنگ میں کھڑا تھا۔ تاکہ موقع دیکھ کر دوبارہ حملہ آور ہو سکے۔ انسؓ اسی لشکر پر جا پڑے۔ وہ تین ہزار کا لشکر تھا۔ اور یہ اکیلے تھے۔ انہوں نے عشقؓ میں انسؓ پر اتنی ضربیں لگائیں کہ جب خدا تعالیٰ نے دوبارہ مسلمانوں کو فتح دی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کر کے کہا۔ جاؤ اور انسؓ کو تلاش کرو۔ چنانچہ کچھ لوگ تلاش کے لئے گئے۔ لیکن انسؓ نہ ملے۔ انہوں نے واپس آ کر کہا۔ یا رسول اللہ! انسؓ نہیں ملے۔ ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ پھر جاؤ اور تلاش کرو۔ چنانچہ وہ پھر گئے۔ اور انہوں نے تمام میدان جنگ میں تلاش کیا۔ مگر پھر بھی وہ نہ ملے۔ وہ واپس آ گئے۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ انسؓ کا کوئی پتہ نہیں لگا۔ آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور تلاش کرو۔ انسؓ کے جسم کے اس وقت ستر ٹکڑے ہو چکے تھے جو پہچانے نہیں جاتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے کسی قریبی رشتہ دار کو لے جاؤ۔ جو ان کی لاش کو پہچان سکے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں صحابہؓ انسؓ کی بہن کو ساتھ لے گئے۔ ایک جگہ ایک انگلی کٹی پڑی تھی۔ ان کی بہن نے اسے پہچان لیا۔ اور کہا۔ یہ میرے بھائی کی انگلی ہے جسم کی کٹی ہوئی انگلیاں بکھری پڑی تھیں۔ ٹانگیں الگ پڑی تھیں۔ ہاتھ الگ پڑے تھے۔ اور دھڑ الگ کٹا ہوا پڑا تھا۔ آپ کی انگلی پر کوئی پرانا زخم تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کی بہن نے پہچانا کہ یہ میرے بھائی کی انگلی ہے۔ غرض لاش کے ٹکڑوں کو جمع کر لیا گیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی۔ کہ انسؓ کی لاش مل گئی ہے تو مومن کو ادنیٰ تو ایسے واقعات پیش نہیں آتے۔ لیکن اگر پیش آ جائیں۔ تو وہ خوش ہوتا ہے۔ گھبرا کر ادھر ادھر نہیں بھاگتا پھرتا۔ بلکہ مومن تو ایسے واقعات کو

اللہ تعالیٰ کی نعمت

سمجھتا ہے۔ اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ یہ نعمت آتی کب ہے۔ جنگ احد میں دیکھ لو دشمن نے اپنی طرف سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مار دیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دشمنوں نے کئی حملے کئے۔ آپ کے خلاف عدالت میں نالشیں کیں۔ اور آپ کو قتل کروانے کے منصوبے کئے۔ اور کئی آدمی قتل کرنے کے لئے بھیجے۔ مگر آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر دفعہ محفوظ رہے۔ میرے ساتھ بھی ایسے دس بارہ واقعات ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ ایک عیسائی مجھے قتل کرنے کے لئے آیا۔ بعد میں اس نے عدالت میں اقرار کیا۔ کہ میں مرزا صاحب کو قتل کرنے کے لئے گیا تھا۔ مگر آپ پھر ڈلہوزی گئے ہوئے تھے۔ قادیان میں نہیں تھے۔ میں پھر ڈلہوزی گیا۔ تاکہ میں آپ کو وہیں قتل کر دوں۔ مگر وہاں جا کر میں نے دیکھا۔ تو ان کے پاس کوئی مہمان آیا ہوا ہے۔ اور وہ ایک جگہ بیٹھا بندوق صاف کر

رہا ہے وہ مہمان نہیں تھا۔ بلکہ میرے ایک کلرک یحییٰ خاں صاحب مرحوم تھے۔ اس وقت میرے دفتر میں جو عبد اللطیف خاں کلرک ہے۔ اور نتھا کہلاتا ہے۔ اس کے والد تھے) میں اسی نظارہ کو دیکھ کر

حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا

اور واپس آگیا۔ اور خیال کیا۔ کہ پھر کوئی موقعہ ملا۔ تو انہیں قتل کر دوں گا۔ لیکن جب میں واپس اپنے گاؤں گیا۔ تو مجھے اپنی بیوی کی بدکاری کی خبر ملی۔ جس پر غصہ میں میں نے اُسے قتل کر دیا۔ اور پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا۔ تو اب دیکھو وہ شخص مجھے قتل کرنے کے لئے آیا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے خود میری حفاظت کی۔ اور بچا لیا۔ اور عدالت نے جب اس سے دریافت کیا۔ تو کیوں مرزا صاحب کو قتل کرنے گیا تھا۔ تو اس نے کہا۔ میں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی ایک تقریر سنی تھی۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے بزرگوں کی ہتک کرتے ہیں۔ اس پر مجھے جوش آگیا۔ اور میں انہیں قتل کرنے کے لئے چلا گیا۔

پھر یہاں اسی مسجد میں ایک شخص نے چاقو سے مجھ پر دو دفعہ وار کیا۔ اور اب تک اس کے

چاقو کا ایک ٹکڑا

میرے جسم میں موجود ہے۔ ولایت میں ڈاکٹروں نے جو میرا ایکسرے لیا تھا۔ اس سے یہ بات ثابت ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے اس حملہ میں بھی محفوظ رکھا۔ یہاں جو ڈاکٹر علاج کے لئے آئے۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ کہ چاقو کا کوئی حصہ جسم میں نہیں رہا۔ مگر جرمنی کے ایک ڈاکٹر سے میں نے اس بات کا ذکر کیا۔ تو اس نے کہا۔ درست نہیں۔ چاقو کا سرا اب تک آپ کی گردن میں موجود ہے۔ میں نے کہا۔ کیا آپ یہ بات لکھ دے سکتے ہیں۔ اس نے کہا۔ مجھے لکھ کر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ایکسرے آپ کو دیدوں گا۔ آپ اسے شائع کر دیں پھر حقیقت خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔

اسی طرح

قادیان میں

ہمارے گھر کی دیوار پر ایک شخص چڑھتا ہوا پکڑا گیا۔ جو مجھ پر حملہ کرنے کی نیت سے آیا تھا۔ دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔ اور وہ اس پر چڑھ رہا تھا کہ پکڑا گیا۔ اور بعد میں اس نے اقرار کر لیا کہ اسے بہکا کر بھیجا گیا تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ

دار الانوار کی کوٹھی

میں میرے ایک بچے نے کہا کہ باہر ایک آدمی آپ کو ملنا چاہتا ہے۔ جب میں اس سے ملنے کے لئے باہر گیا۔ تو عبد الاحد صاحب پٹھان جو اس وقت قادیان میں درویش ہیں۔ وہاں موجود تھے۔ وہ پہرہ پر مقرر نہیں تھے۔ پہرہ پر خان میر صاحب ہوا کرتے تھے مگر وہ کہیں گئے ہوئے تھے۔ بہر حال عبد الاحد خاں صاحب وہاں موجود تھے جب وہ آدمی میری طرف بڑھا۔ تو انہوں نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ یہ شخص قتل کی نیت سے آیا ہے۔ چنانچہ اس کی تلاشی لی گئی۔ تو اس کی سلوار میں سے چھرا نکلا۔ میں نے کہا خاں صاحب آپ کو یہ کیسے پتہ لگ گیا۔ کہ اس کی سلوار میں چھرا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم پٹھان لوگ عام طور پر اپنی سلواروں میں ہی چھرا رکھا کرتے ہیں۔ اور جب وہ ہماری ٹانگ کو چھبتا ہے۔ تو ہم اپنی ٹانگ کو اس طرح ہلاتے ہیں۔ اس شخص نے بھی اسی طرح کی حرکت کی تھی جس سے مجھے شبہ ہوا کہ اس کی سلوار میں چھرا ہے۔ اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ تو اب دیکھو۔ لوگ مجھے قتل کرنے کے لئے میرے گھر پر بھی آئے۔ دیواروں پر بھی انہوں نے چڑھنے کی کوشش کی۔ پھر جیسا میں نے بتایا ہے میرے پیچھے ایک شخص پستول لے کر پہنچا۔ لیکن

خدا تعالےٰ میری حفاظت کرنے والا تھا

اس نے مجھے ہر دفعہ محفوظ رکھا۔ تو جن کی حفاظت خدا تعالےٰ خود کر رہا ہو۔ ان کو کس بات کی گھبراہٹ ہو سکتی ہے۔ گھبراہٹ تو کمزور ایمان والے کو یا دریا پھر بے ایمان کو ہوتی ہے۔ جس شخص کو یہ یقین ہو۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کو گھبراہٹ نہیں ہو سکتی۔ وہ تو ہر وقت مطمئن رہتا ہے۔ اور اسے تسلی ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فرشتے رات دن اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ پھر وہ اپنے چلن کو اس طرح رکھتا ہے۔ کہ کبھی قانون شکنی نہیں کرتا۔ آخر زیادہ خطرہ تو قانون شکن کو ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن

مومن ہمیشہ قانون شکنی سے بچتا ہے

اور خدا تعالےٰ کا بھی اسے یہی حکم ہے اور جب وہ ہر وقت قانون شکنی سے بچتا ہے۔ تو وہ جانتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس پر حملہ کرے گا تو جھوٹا ہی کرے گا۔ اور اگر وہ جھوٹا حملہ کرے گا۔ تو میرا سچا خدا اس کو پکڑے گا اور دشمن مجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ غرض قرآن کریم نے ہمیں پہلے سے بتا دیا ہے کہ

یحسبون کل صیحۃ علیہم

کمزور ایمان والے لوگ دنیا کی ہر مصیبت کو اپنے اوپر سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن مومن مصیبت کو غیر کے لئے سمجھتا ہے۔ جیسے ایک دفعہ

مدینہ میں شدید بارش

ہوئی۔ تو لوگ گھبراتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہا یا رسول اللہ! شدید بارش ہو رہی ہے اور اس کی وجہ سے ہماری جانیں اور ہمارے جانور اور ہماری فصلیں خطرہ میں ہیں۔ اگر بارش نہ رکی تو تباہی آجائے گی۔ آپ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے۔ اس پر آپ نے دعا فرمائی کہ

اللّٰھم حوالینا ولا علینا

کہ اے اللہ یہ بارش ہمارے ارد گرد پڑے ہمارے اوپر نہ پڑے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے وہاں سے بادلوں کو ہٹا دیا۔ اور بارش مدینہ کے ارد گرد پڑنے لگی۔ تو اب دیکھو

مومن میں تو یہ بھی طاقت ہے

کہ وہ خدا تعالےٰ سے دعا کرے۔ تو اس کی بلا کسی اور کے گلے پڑ جائے۔ مشہور ہے کہ طویلے کی بلا بندر کے سر۔ جب کوئی شخص اس پر بلا مسلط کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ چونکہ خدا تعالےٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ وہ بلا اس کے دشمن کے سر پر ڈال دیتا ہے۔ اور وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس مومنوں کو ہمیشہ خدا تعالےٰ پر توکل کرنا چاہیئے خصوصاً رمضان کے مہینہ میں۔ کیونکہ یہ دن ایسے ہیں جن سے انسان زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور

خدا تعالےٰ کا قرب

حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ میں اس مہینہ میں اپنے بندوں کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور وہ جو دعا مجھ سے مانگیں۔ میں اسے سنتا ہوں۔ پس جو دن دعاؤں کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں تو خصوصیت سے کسی قسم کی گھبراہٹ بھی مومن کے قریب نہیں آسکتی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ انسان مصلیٰ پر گر جائے اور اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اُٹھائے جب تک اسے یقین نہ ہو جائے۔ کہ خدا تعالےٰ میری اس دعا کو ضائع نہیں کریگا اور جب کوئی شخص خدا تعالےٰ پر اس قسم کا توکل کر لیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اس کی دعا کو قبول فرما لیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے کہا ہے کہ

انا عند ظن عبدی بی

یعنی جب میرا کوئی بندہ مجھ پر پورا اعتبار کر کے میرے آگے گرتا ہے۔ تو میں وہی کچھ کرتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں حاکم ہوں مگر پھر بھی جب میرا بندہ مجھ پر

اس قسم کا توکل

کرتا ہے۔ تو میں اس کی بات ماننے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ اس نے اپنا سب کچھ میرے حوالہ کر دیا ہوتا ہے۔ پس رمضان کے دنوں میں دوستوں کو خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مخالفوں کا ناکامی ایک یقینی بات ہے۔ لیکن کم سے کم اتنا نتیجہ تو ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں۔ ان کے دلوں میں جماعت کے متعلق نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس ہمیں خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ دشمن تو لوگوں میں ہمارے متعلق نفرت پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اے خدا تو نفرت کی بجائے لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت پیدا کر دے قریباً ایک ماہ کی بات ہے میں نے مسجد میں آکر نماز پڑھائی۔ تو ایک آدمی آگے آیا۔ اور اس نے کہا میں نے بیعت کرنی ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ اس نے بتایا کہ میں ڈھاکہ سے آیا ہوں۔ میں نے کہا آپ تو پنجابی معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے کہا یہ درست ہے میں رہنے والا تو قصور کا ہوں۔ اور تاجر قوم میں سے ہوں۔ لیکن اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈھاکہ میں مقیم ہوں۔ میں ہوائی فوج میں ملازم ہوں اور فلائٹ افسر ہوں۔ وہاں سے میں بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کی تجارت بھی اچھی خاصی ہے۔ کیونکہ اب کے میں کراچی میں گیا۔ تو وہ وہاں مجھے ملا۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ میری ایک بڑی مشین ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ نوکری چھوڑ کر اپنا کاروبار کروں آپ اس بارہ میں مجھے مشورہ دیں۔ میں نے کہا کہ اگر تو تمہاری مشین ایسی ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ اس سے ملازمت سے زیادہ آمد ہو سکتی ہے تو کچھ عرصہ رخصت لے کر کام شروع کر دو۔ بعد میں استعفےٰ دیدینا۔ بہر حال بیعت کے وقت میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہیں بیعت کرنے کی تحریک کیسے ہوئی۔ تمہارا شہر تو سخت مخالف ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے بیعت کی تحریک

ایک احراری لیکچرار

کاں حسین صاحب اختر کی ایک تقریر کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں نے کہا۔ وہ تو سلسلہ کا سخت مخالف ہے۔ اس کی تقریر کی وجہ سے آپ کو بیعت کی تحریک کیسے ہوئی۔ وہ کہنے لگا میں اس کی تقریر کی وجہ سے احمدی ہوا ہوں۔ میں نے اس کی ایک تقریر سنی۔ اس تقریر میں اس نے احمدیت کو سخت گالیاں دیں۔ جب وہ گالیاں دے چکا تو میں نے سوچا کہ اب ان لوگوں کے پاس صرف گالیاں ہی رہ گئی ہیں۔ اگر کوئی دلیل ہوتی۔ تو وہ دلیل بھی دیتا۔ چونکہ اس نے تقریر میں کوئی دلیل نہیں دی۔ اس لئے وہ سچا نہیں ہو سکتا۔ اس پر میں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ جب بھی مجھے پنجاب جانے کا موقعہ ملا۔ میں آپ کی بیعت کر لوں گا۔ تو دیکھو

اس مخالف لیکچرار نے تو چاہا تھا کہ ہمارے خلاف

لوگوں میں نفرت پھیلائے

لیکن ہوا یہ کہ اس کی تقریر کی وجہ سے ایک فوجی افسر احمدی ہو گیا۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ اس شخص کا گالیاں دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ احمدیت کے خلاف اس کے پاس کوئی دلیل نہیں

اسی طرح ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ وہ شاعر بھی تھے۔ اور بڑے مشہور ادیب بھی تھے۔ نواب صاحب رام پور نے انہیں اردو محاورات کی لغت لکھنے پر مقرر کیا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ نواب صاحب رام پور کے پاس مشہور شاعر مینائی کے مسودات پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے

اردو کی ایک بڑی بھاری لغت

لکھی تھی۔ مگر ابھی اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ وہ وفات پا گئے۔ نواب صاحب رام پور نے وہ مسودات مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ تم انہیں مکمل کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوچھا کہ رام پور میں تو ہماری بڑی مخالفت ہے اور آپ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی طرف توجہ کیسے ہوئی۔ وہ کہنے لگے۔ مجھے کسی نے دو تحسین دی تھی۔ میں چونکہ خود شاعر ہوں۔ میں نے آپ کا کلام پڑھا جس کی وجہ سے میں بہت متاثر ہوا کیونکہ اس میں محبت رسول بھری پڑی تھی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وہاں آئے اور انہوں نے ایک تقریر کی۔ اس تقریر میں انہوں نے بتایا کہ مرزا صاحب اسلام کے سخت دشمن ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ میں نے ان کی تقریر سن کر سمجھا کہ مرزا صاحب ضرور سچے ہیں ورنہ اس مولوی صاحب کو آپ کے متعلق اتنا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ جس شخص کے اندر اس قدر محبت رسول ہے کہ اس کا کلام اس سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے متعلق اگر کوئی مولوی کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن ہے۔ تو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ اور جس شخص پر وہ

ہتک رسول کا الزام

لگاتا ہے وہ سچا ہے۔ ورنہ اس تقریر کرنے والے کو جھوٹے دلائل دینے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سیدھی بات کہتا کہ اگرچہ اس شخص نے دو تین جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف کی ہے خدا تعالیٰ کی بڑی تعریف کی ہے مگر ہے جھوٹا۔ اگر وہ ایسا کہتا تو پھر تو کوئی بات بھی تھی۔ لیکن اس نے سچائی کو بالکل ترک کر دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدگوئی کرتا ہے میں نے اس کی تقریر سنی۔ تو فوراً سمجھ لیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اور میں آپ کی بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ بسا اوقات دشمن تو یہ کوشش کرتا ہے کہ مومنوں کے خلاف لوگوں میں جوش پیدا کرے۔ لیکن بجائے جوش ابھرنے کے وہ بات

مومنوں کے حق میں

مفید ہو جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا بھی ایک واقعہ ہے جو اس سچائی کی شہادت دیتا ہے۔ ایک شخص کسی ایسے قبیلے کا تھا۔ جو اسلام کا سخت دشمن تھا وہ

مسلمان ہو گیا

تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو مسلمان کیسے ہو گیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ اصل بات یہ ہے کہ میری فلاں قوم سے رشتہ داری تھی۔ ایک دفعہ میں اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے گیا۔ اس قوم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے واعظ بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ اور درخواست میں یہ بھی کہا تھا کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے چالیس حفاظ قرآن بھجوا دیئے۔ جن میں سے حضرت ابوبکرؓ کے وہ غلام بھی تھے۔ جو ہجرت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھے وہ شخص کہنے لگا کہ جب میں اپنے رشتہ داروں کے پاس بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا۔ تو یہ

حفاظ بھی وہاں پہنچ گئے

ان لوگوں میں سے جس شخص نے حفاظ بھیجنے کے لئے کہا تھا وہ عرب کا بڑا رئیس تھا۔ وہ تو دیانت دار تھا اور بعد میں مسلمان بھی ہو گیا تھا لیکن اس کے دوسرے رشتہ دار مخالف تھے۔ جب حفاظ وہاں پہونچے تو انہوں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔ جس طرح ہمارے ہاں گندم کی کٹائی کے موقعہ پر لوگ جمع کر لئے جاتے ہیں۔ تاکہ سب مل کر ان حفاظ کو قتل کر دیں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میرے رشتہ دار میرے پاس بھی آئے اور انہوں نے کہا کہ آج ثواب کا موقعہ ہے۔ ہم نے ان صابیوں کو مارنا ہے (مسلمانوں کو وہ صابی کے نام سے پکارا کرتے تھے) میں نے کہا چلو۔ میں اس وقت اسلام کو جانتا بھی نہیں تھا۔ سینکڑوں آدمی ان مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے جمع ہو گئے اور مقابل میں وہ صرف چالیس افراد تھے۔ کفار نے ان پر تیر چلانے شروع کر دیئے۔ مسلمان اپنے بچاؤ کے لئے ایک پہاڑی ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ کفار نے جب دیکھا کہ ان کے تیر رائیگاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے تجویز کی کہ کسی طرح انہیں دھوکہ دے کر نیچے اتار لیا جائے چنانچہ ان کے افسر نے مسلمانوں کو پکار کر کہا کہ تم نیچے اتر آؤ۔ ہم قسم کھاتے ہیں۔ کہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ جو صحابی ان حفاظ کے سردار تھے۔ وہ تو اپنی جگہ پر اڑے رہے اور انہوں نے کہا کفار کی قسم کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا لیکن

حضرت ابوبکرؓ کے غلام

دھوکہ میں آ گئے اور وہ نیچے آ گئے۔ وہ مطمئن تھے۔ کہ قسم کھا لینے کے بعد کفار انہیں کچھ نہیں کہیں گے لیکن انہوں نے غداری کی اور نیچے اترتے ہی نیزہ مار دیا۔ جب وہ اس نیزے کی وجہ سے نیچے گرے تو بے اختیار ان کی زبان پہ فقرہ نکلا کہ

فزت و رب الکعبہ

کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا وہ شخص کہنے لگا مجھے یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی کہ اس شخص کو اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے سینکڑوں میل دور ایک اجنبی ملک میں کس مپرسی کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ قسمیں کھانے کے باوجود دھوکہ بازی کی گئی ہے۔ لیکن جب یہ زمین پر گرتا ہے تو کہتا ہے فزت و رب الکعبہ

کعبہ کے رب کی قسم

میں کامیاب ہو گیا۔ یہ کیا بات ہے۔ بہرحال اس وقت تو میں خاموش رہا۔ مگر میرے دل میں یہ بات گڑ گئی۔ اس کے بعد میرے رشتہ داروں نے ان حفاظ کو باری باری قتل کیا اور ان میں سے جو شخص بھی نیچے گرا۔ اس نے یہی الفاظ کہے فزت و رب الکعبہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ جب میں گاؤں میں واپس آیا تو میں نے اپنے ایک رشتہ دار سے دریافت کیا کہ تم نے ان لوگوں کو باری باری نہایت بے رحمی سے قتل کیا ہے۔ وہ ایک اجنبی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار سینکڑوں میل دور تھے۔ مگر اس وقت بجائے ہائے میری بیوی ہائے میرے بچے کہنے کے وہ

فزت و رب الکعبۃ

کہتے ہیں یہ اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ میرے اس رشتہ دار نے کہا یہ لوگ پاگل ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد انہیں بڑا انعام ملے گا۔ اس لئے جب وہ اپنے دین کی تائید کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو گئے وہ شخص کہنے لگا اس نظارہ کا تصور کر کے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اب مدینہ جا کر ان لوگوں کے سرداروں کو دیکھوں گا۔ چنانچہ میں راستہ پوچھتا ہوا مدینہ آ پہنچا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کی بیعت کر لی۔

تاریخوں میں لکھا ہے

کہ اس پر اس واقعہ کا اتنا اثر تھا کہ جب بھی کسی مجلس میں وہ اس واقعہ کو بیان کرتا۔ تو اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے چنانچہ ایک دفعہ جب یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اس نے کہا تم اس وقت بھی میری قمیص اٹھا کر دیکھ سکتے ہو کہ میرے جسم کے بال کھڑے ہیں۔ چنانچہ جب اس کی قمیص اٹھائی گئی تو واقع میں اس کے بال کھڑے تھے۔

تو دیکھو اس شخص کے رشتہ دار تو اسے اپنے ساتھ اس غرض سے لے گئے تھے کہ اس کے اندر اسلام سے نفرت پیدا کریں۔ لیکن وہ سیدھا مدینہ پہنچا اور وہاں جا کر مسلمان ہو گیا۔ تو مومن ڈر اور خوف کی باتوں سے پریشان نہیں ہوتا بلکہ وہ اور زیادہ دلیر ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور بھی زیادہ زور سے میرے شامل حال ہو گی۔ اس لئے اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جب کہ میں نے بتایا ہے کہ ایک اخبار نے یہ خبر شائع کی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ پر حکومت نے چھاپہ مارا ہے۔ اور اس نے ضروری کاغذات اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ربوہ کے احمدی سخت گھبرائے پھرتے ہیں۔ اور خلیفہ ڈر کے مارے جابہ چلا گیا ہے۔ حالانکہ میں تمہارے درمیان خطبہ دے رہا ہوں۔ یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ لوگ

جھوٹ بول رہے ہیں

اور جب وہ جھوٹ بول رہے ہیں تو ان کی کسی جھوٹی خبر پر ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے پس وہ سچے کا مددگار رہے گا جھوٹے کا نہیں کیونکہ وہ اصدق الصادقین ہے اور ہمیشہ سچوں کا ساتھ دیتا ہے۔ پھر جب کسی فرد یا قوم کے خلاف متواتر جھوٹ بولا جائے اور اس کی طرف غلط باتیں منسوب کی جائیں تو لازمی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت بھی اُسے پہلے سے بہت زیادہ حاصل ہونی شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہے گا کہ میری خاطر اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے ان لوگوں پر یہ مصیبت آئی ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ میں ان کو بچاؤں آخر تم نے کوئی چوری نہیں کی۔ قتل نہیں کیا خونریزی نہیں کی۔ صرف اتنا ہی کہا ہے کہ ربنا اللّٰہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی وجہ سے کہیں تم مارے جاتے ہو۔ کہیں تمہارا پانی بند کر دیا جاتا ہے۔ کہیں تمہارے خلاف

اخبار اہلحدیث دہلی کے سلسلہ مضامین پر ایک نظر

حضرت مسیح موعودؑ خدا کے سچے نبی تھے

کیونکہ

"کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی" (مولوی ثناء اللہ امرتسری)

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم دہلی

(۳)

حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا قرار دینے والوں کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا قرآن پاک نے سچے اور جھوٹے نبی کے درمیان مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے کوئی معیار بیان فرمایا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی ایسا معیار ہے تو اس کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو پرکھا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید نے حسب ذیل الفاظ میں سورہ الحاقہ کے دوسرے رکوع میں بیان فرمایا ہے۔

"ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین"

یعنی اگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے یعنی دعویٰ وحی میں جھوٹے ہوتے تو ہم انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑ کر ان کی شاہرگ کاٹ دیتے اور ہمیں ایسا کرنے سے تم میں سے کوئی بھی روک نہیں سکتا تھا۔

اس آیت میں اللہ پاک نے یہ معیار بیان فرمایا ہے کہ جیسے گورنمنٹوں کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والے بغاوت پھیلانے اور جھوٹی باتوں کا پروپیگنڈا کرنے والے پکڑے جاتے ہیں۔ اور انہیں سزا دی جاتی ہے۔ اس طرح جو شخص خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے یہ باتیں خدا نے بتائی ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے اسے اس سے کوئی بات نہ کہی ہو تو ایسے شخص کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کیا جاتا ہے۔ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں

"واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی اُمت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔ مسیلمہ کذاب اور عبید اللہ عنسی کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کس طرح دونوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھ کر دعوے نبوت کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے لیکن آخر کار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور رسوائی سے مارے گئے۔ کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوتا تھا حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے اگر تابع تھے"

(مقدمہ تفسیر ثنائی صک)

پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں:-

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں وہاں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی بلکہ جان سے مارا جاتا ہے"

الٰہ سہوانی صاحب اپنے مضمون آئینہ مرزائیت میں بھی اسی معیار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس کے ساتھ اس قہار و جبار نے اللہ اور اس کے رسول کے ان شدید ترین دشمنوں کا انجام بھی واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے

ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایاتہ تستکبرون (اے کاش تم دیکھتے جب یہ ظالم موت کی بے ہوشیوں میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج ہی تم کو ذلت والی سزا ملے گی اس جرم کی کہ تم اللہ کی جانب سے کیا کیا جھوٹ گھڑا کرتے تھے)

یہ ہے وہ دنیا میں عبرتناک اور پرہیبت انجام اس قسم کے ظالموں کا اور حشر کے دن جو کچھ ہوگا وہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اللھم احفظنا"

معزز ناظرین قرآن مجید کی آیت اور اس سلسلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے مقدمہ کے اقتباس اور پھر موجودہ مضمون نگار کے حوالہ جات سے یہ امر واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ مفتری اور جھوٹا نبی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا وہ جلد تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے ایسا شخص خدا کا دشمن ہوتا ہے اور اس دنیا میں ایسے شخص کا انجام عبرتناک ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا اصل کی روشنی میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو پرکھا جا سکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تیس سال تک متواتر اپنے الہامات شائع کئے۔ اور علی الاعلان فرمایا کہ مجھے یہ کلمات وحی کئے گئے ہیں۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔ تو مذکورہ بالا اصل کے مطابق آپ قتل کر دیئے جاتے آپ کا سلسلہ تباہ و برباد ہو جاتا اور آپ اپنے مدعا میں کامیاب نہ ہوتے بلکہ ذلیل و خوار ہوتے جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔ قد خاب من افتری یعنی جو شخص خدا پر افتراء باندھتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ دوسری طرف جب حضرت مرزا صاحب کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے دعوے کے بعد کامیاب و کامران ہوئے اور ہر مرحلہ پر خدا نے آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کی وہ آواز جو بظاہر کمزور سمجھی گئی تھی اور ایک گمنام بستی سے بلند ہونے کی وجہ سے قابل اعتناء بھی نہ سمجھی گئی تھی۔ وہ دریاؤں اور صحراؤں کو چیرتی ہوئی اکناف عالم میں پہونچی اور لاکھوں کی تعداد میں سعید الفطرت انسان اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جسے خدا کے فرستادہ نے قائم کیا تھا۔ کیا ایشیاء اور کیا یورپ نئی دنیا اور پرانی دنیا کیا عرب اور کیا عجم غرضیکہ ساری دنیا اسلام کی اس ترقی سے بیدار ہو رہی ہے جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس مبارک پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھیں گے۔ جو آپ نے احمدیت کے مستقبل کے متعلق مندرجہ الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

"اے تمام لوگو سن رکھو یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا ہے وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

پس کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ دجال اور مفتری تھے اور اس طرح خدا تعالےٰ کے حضرت مرزا صاحب کا دشمن اور مخالفین کا دوست ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن خدائے بزرگ و برتر نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو ترقی پر ترقی عطا فرمائی۔ اور آپ کی جماعت میں برکت دی۔ مخالفین نے آپ کو ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن خدا نے ہر مقام پر آپ کو رفعت عطا فرمائی۔ سوچو اور غور کرو کہ

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

ہم اُن رات جھوٹ بولتے ہیں۔ اور جب انہیں صرف اس بات کی سزا مل رہی ہے کہ تم نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ تو

خدا تعالےٰ بے غیرت تو نہیں

کہ چپ کر کے بیٹھ رہے۔ وہ کہے گا کہ ان لوگوں کو چونکہ میرا نام لینے کی وجہ سے سزا مل رہی ہے اس لئے انہیں دشمن سے بدلہ لینے کی ضرورت نہیں میں خود ان کا بدلہ لوں گا۔ کیونکہ یہ سزا ان کے اپنے کسی قصور کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے ہے۔ پس میں خود ان کی حفاظت کروں گا۔ اور ان کے اور ان کے دشمن کے درمیان حائل ہو جاؤں گا۔ (الفضل ۱۴/۵ ۲)

درخواست دعا

خاکسار کے بھائی آغا خالد سلیم صاحب اس سال بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ تمام احباب جماعت خاص کر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان سلسلہ احمدیہ درویشان قادیان سے نہایت ہی عاجزانہ استدعا ہے کہ میرے عزیز بھائی کی امتحان میں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں نیز خاکسار عرصہ دراز سے بیمار چلا آرہا ہے خاکسار کی صحت اور کامل شفا یابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد بشیر الدین شاہجہانپوری

شذرات

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

لگتے ہیں؟

لیجئے قصہ پاک ہوا۔ مولانا کے موصوف کے نزدیک یاجوج و ماجوج نکل آئے۔ اور وہ یہی یورپین قومیں ہیں۔ جنکی سمندروں پر حکمرانی ہے۔

لیکن ٹھہریئے ذرا اب مولانا صاحب کا صدق جدید مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۵۶ء بھی پڑھ لیجئے۔ آپ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے کتابچہ "اسلام اور اشتراکیت" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مصنف نے روس کو یاجوج اور برطانیہ کو ماجوج کہہ کے بڑی زیادتی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اوہام و ظنون کو حقائق و دقائق کے مونہہ پر رکھ دیا ہے۔

ارباب دانش سے اپیل ہے کہ وہ مولانا صاحب کے ان دونوں اقوال میں مطابقت پیدا کر کے دکھائیں!!

دجال پھر مولانا اس سفر حجاز میں "دیار حبیب" کے ماتحت تباہی مدینہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

سچے اور مدینہ والے سچے کا قول بالآخر پورا ہو کر رہنا تھا۔ کہ ظہور دجال کے وقت بیت المقدس آباد ہوگا اور مدینہ تباہ۔

مولانا المحترم کے اس قول سے تو معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک دجال بھی نکل آیا۔ یہ فرمایئے کہ خروج یاجوج و ماجوج اور ظہور دجال کے بعد آپ ان بے شمار احادیث کو کیا کرینگے جن میں انہیں مدینہ والے سچے نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج اور دجال کے زمانہ میں حضرت عیسےٰ ابن مریم امت محمدیہ کی راہنمائی کر رہے ہوں گے۔ فرمایئے وہ عیسےٰ کہاں ہیں؟ کیا مدینہ والے سچے کا ایک ہی قول درست تھا؟ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ مدینہ والے سچے کا دوسرا قول بھی درست تھا اور وہ عیسےٰ بن مریم یہی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ جنہیں ہم مسیح موعود و مہدی مسعود کہتے ہیں۔

فہل من طالب ینتفع

محبوب سبحانی اور مسیح و خضر ڈاکٹر اقبال نے حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا:۔

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک امتی کا مقام مسیح و خضر سے اونچا کیسے ہوگیا۔ ایک ایسا شاعر جو ترجمان حقیقت اور مفکر ملت کہلاتا ہے۔ اگر اس کے تفکر و تدبر کا یہ نتیجہ ہے تو ہمارے علماء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعوے پر کیا اعتراض ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

ہم اس کی وجہ اقبال ہی کی زبان میں سمجھاتے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

پھانسی کی سزا آجکل پھانسی کی سزا کے خلاف آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ اور اسے دور وحشت و بربریت کی یادگار قرار دیا جا رہا ہے۔ نظام حیدرآباد کے عہد میں بھی چالیس سال سے پھانسی کی سزا اٹھا دی گئی تھی اب جو شیرآباد جیل میں ایک عورت کو پھانسی دی گئی۔ تو وہاں کی بعض ممتاز ہستیوں نے اس پر بڑی برہمی کا اظہار کیا۔ اور واقعی اس عورت کی پھانسی اس لحاظ سے بڑی افسوسناک تھی کہ ایک چار سالہ بچہ اس کی گود میں تھا۔ اب وہ زمانہ کے رحم و کرم پر رہ گیا۔

ایسے ہی موقعہ پر اسلامی تعلیم کی جامعیت سمجھ میں آتی ہے۔ قرآن کریم نے ہر حال میں قصاص ہی ضروری نہیں قرار دیا ہے۔ بلکہ دیت بھی رکھی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بعض اوقات پھانسی کی سزا شخصی اور قومی طور پر مضر ہوتی ہے۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے قصاص اور دیت دونوں رکھی ہیں۔

مہاراجہ آشوک کے کتبات سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دستور مملکت میں بھی یہی تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر مکرجی نے آشوکا میں ایک کتبہ درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"میں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ایسے مجرموں کو جنہیں سزائے موت دی گئی ہے تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس مدت میں یا تو اس کے اعزاء رحم کی درخواست کر کے ان کی سزا معاف کرائیں گے یا وہ روحانی موت سے بچنے کے لئے خیرات کریں گے اور روزے رکھ کر عقبےٰ کے لئے تیار ہوں گے۔"

ذالک تلک عشرۃ کاملۃ

آج ماہرین نفسیات و فلسفہ اخلاق کا ذہن جس طرف گیا۔ مذہبی رہنما وہ راستہ پہلے ہی دکھا گئے ہیں۔ اب جو مذہبی تعزیرات کو وحشت و بربریت کی یادگار قرار دیتے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔

⁂⁂⁂

باوجود مخالفت کے
جماعت احمدیہ کنانور کا جلسہ سالانہ کامیابی سے منعقد ہوا

کنانور۔ ۱۸ رمارچ۔ آج شام ۸½ تا ۱۲ بجے شب زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب بمقام انجمن احمدیہ کنانور روز جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے فرمائی۔ استقبالیہ تقریر مکرم مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری نے فرمائی۔ بعدہٗ مکرم کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان نے "احمدیت" کے عنوان پر انگریزی میں تقریر کی۔ جس کا ترجمہ عبد الرحیم صاحب کنانور نے کیا۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری ساتھ ترجمہ کرتے جا رہے تھے۔ موضوع تقریر "حضرت مسیح موعود کی بعثت اور آپ کی اسلامی خدمات" تھا۔ اگرچہ مقامی طور پر انتہائی کوشش کی گئی۔ کہ مسلمان ہمارے جلسے میں نہ جائیں مگر مخالفین کی اس کوشش کے باوجود حاضری کافی تھی۔ اور ہر طبقہ کے آدمی شریک جلسہ ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ کا دوسرا دن دوسرے روز یعنی ۱۹ رمارچ ۱۹۵۶ء کے ۸½ بجے شب سے ۱۲½ بجے شب تک جلسہ زیر صدارت مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم خود مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ تک مولانا مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کے مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر بے حد دلچسپ تھی۔ ترجمہ مولوی ابو الوفاء صاحب نے فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار (محمد اسماعیل وکیل یادگیر) کی تقریر ایک گھنٹہ تک ہوئی۔ موضوع تقریر "جماعت احمدیہ کے کارنامے" تھا۔ ترجمہ مولوی ابو الوفاء صاحب نے فرمایا۔

بعدہٗ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب مبلغ سلسلہ ملیالم زبان میں تقریر فرمائی آخر میں صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب نے تقریر فرماتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے مسلمانوں کی جماعت کا نام ہے۔ اس کے سارے کام وہی ہیں جو ایک سچے مسلمان کو انجام دینا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ اس جماعت کے کارناموں کو دیکھ کر دیگر مسلمان خدمت دین کی طرف توجہ کرتے اور جماعت احمدیہ کی قدر و قیمت پہچان کر تعاونوا علی البر پر عمل کرتے ہوئے ہماری ہر طرح مدد کرتے اس علاقہ میں مسلمانوں نے اس مقدس جماعت کا ہر طرح سے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ یہ طریق خدا کی ناراضگی کو مول لینے کا موجب ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بالآخر آپ نے اس علاقہ کے غیر احمدی اور غیر مسلموں کے لئے دعا فرمائی کہ خدا انہیں ہدایت دے۔

پکٹنگ کے باوجود جلسہ کی حاضری آج بھی اچھی خاصی تھی تمام لوگ دلچسپی سے سنتے رہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تربیتی اجلاس ۱۹ رمارچ بوقت ۲ بجے دن جماعت احمدیہ کے انصار اللہ خدام الاطفال اور لجنہ اماء اللہ کا ایک اجتماعی جلسہ مسجد احمدیہ کو ڈالی میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے حاضرین سے ایک گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ آپ نے احمدیت کی نعمت کی حقیقی قدر دانی۔ خلافت و مرکز سے وابستگی۔ چندوں کی ادائیگی۔ تبلیغ اور تربیت اولاد اور دعا کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔

(مرسلہ محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر)

رپورٹ جلسہ ہائے
چودوار (کٹک) و ابراہیم پور (بنگال)

جلسہ پیشوایان مذاہب چودوار یہاں مرکزی ہدایت کے مطابق ماہ فروری میں جلسہ یوم پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا۔ جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ سید غلام مصطفےٰ صاحب کٹکی کی صدارت میں ۷ بجے شام جلسہ شروع ہوا۔ لطیف الرحمٰن صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی اور مولوی غلام حیدر صاحب ناصر نے وید اور گیتا کے حوالوں سے انبیاء کی آمد کی غرض و غایت بیان کی۔ اور حضرت کرشن اور حضرت رامچندر جی کی زندگیوں کے واقعات بیان کئے۔ اور بتایا کہ کس طرح ان بزرگوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اس موقعہ پر احمدیہ لٹریچر بھی حاضرین میں تقسیم کیا۔ (شیخ آدم صدر جماعت احمدیہ چودوار)

جلسہ یوم مصلح موعود ابراہیم پور (بنگال) یہاں ۲۰ رفروری کو مرکزی ہدایت کے مطابق جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ جلسہ گاہ کو رنگین جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ محمد ثاقب علی صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔ انہوں نے "دعا کا نتیجہ" کے عنوان پر تقریر کر کے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں حضرت مصلح موعود کا ظہور ہوا۔ جیسے ہم خدا کے فضل سے خود دیکھ رہے ہیں اور حضور کے ذریعہ غلبہ اسلام کے آثار بھی ہمیں نظر آرہے ہیں۔۔۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے حوالجات سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کا مصلح موعود ہونا ثابت کیا۔ اور حضور کے دعوے کے برحق ہونے کے ثبوت میں وہ تمام عظیم الشان کارنامے بیان کئے جو حضور کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں۔ (عبد المطلب مبلغ ابراہیم پور بنگال)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کی آمد

پر

ہُبلی اور دھارواڑ کے جلسہ ہائے سالانہ

از جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ ہُبلی

مورخہ ۱۹/۵ بروز اتوار حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع مبلغین سلسلہ ۵ بجے صبح ہبلی تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن ہبلی پر ہبلی۔ شموگہ۔ بیدگام اور باندہ کے احمدی احباب نے نعرہ ہائے تکبیر و اھلاً و سہلاً و مرحبا کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔

ہُبلی میں جلسہ

شام کے آٹھ بجے احمدیہ دار التبلیغ کے سامنے زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرمی محمد کرم اللہ صاحب آزاد نوجوان نے انگلش میں پون گھنٹہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر فرمائی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جن کو مدنظر رکھ کر آج بھی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ مکرمی نوجوان صاحب کی بادلائل اور پر جوش تقریر کو غیر مسلموں نے بہت پسند فرمایا۔ دوسرے مقرر مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اردو میں تقریر فرمائی۔ فاضل مقرر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اچھوتے انداز میں اس طور پر پیش فرمایا کہ یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ جماعت احمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو ایسے رنگ میں دنیا میں پیش کیا ہے کہ وہ طبقہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر پر دن رات گندا اچھالتا رہتا تھا اس طبقہ کو بھی مجبوراً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اس روشن پہلو کی خوبی کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ تیسرے مقرر مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے ہندی زبان میں "نا کے جہارپرش" کے عنوان پر دلچسپ پیرایہ میں نصف گھنٹہ تک تقریر کی۔ آپ کی تقریر غیر مسلموں کے لئے کافی دلچسپی کا باعث بنی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامے کو پیش کیا جس کی وجہ سے آج دنیا کے تمام مذاہب میں اتحاد اور رواداری پیدا ہو رہی ہے۔ یعنی ہر مذہب کے بانی کی عزت کرنا اور ان کا احترام سے نام لینا۔ مولوی صاحب کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کے عنوان پر تقریر کی۔ اس طرح جلسہ ٹھیک ۱۲ بجے بخیر و خوبی و کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسرا اجلاس

مورخہ ۲۰/۵ بروز پیر حسب سابق جلسہ رات کے آٹھ بجے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرمی آزاد نوجوان صاحب نے انگلش میں "پیغام احمدیت" پر تقریر کرتے ہوئے تفصیلاً جماعت احمدیہ کے مختلف عقائد بیان کئے۔ بعدہٗ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے احمدی اور غیر احمدی کے عنوان پر تقریر کی۔ اور اختلافی مسائل پر واضح طور پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرمی مولوی سمیع اللہ صاحب نے ہندی زبان میں مذاہب عالم کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اختتامی تقریر میں حاضرین اور اہالیان شہر کو پیغام حق سنایا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

ناکام مخالفت

ہبلی کے ایسے جلسہ میں کوئی نہ کوئی شرارت مخالفین کی طرف سے پیدا کیا جانا ایک ضروری امر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بھی "السلام" کا ایک شیدائی شراب میں مست ہو کر مخالفین احمدیت کی نمائندگی کے لئے آتا رہا۔ مگر مقامی لوکل سرکاری افسران اور محکمہ پولیس کے معقول انتظام کی وجہ سے اسلام کے مخالفین مولویوں کا یہ شیدائی اپنے فرض کو ادا نہ کر سکا۔

ٹی پارٹی

مورخہ ۲۱/۵ کو صبح دس بجے ایک غیر مسلم فرم کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف اور دوسرے وفد کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی گئی۔ ہبلی کے احباب جماعت نے باوجود غریب ہونے کے وفد اور حضرت میاں صاحب کے طعام کا انتظام اپنے گھروں میں باری باری کر کے اپنے محبوب کے لخت جگر کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

رہائش کا انتظام وفد اور حضرت میاں صاحب کی رہائش کا انتظام ہبلی کے ڈاک بنگلہ میں کیا گیا تھا

دھارواڑ میں جلسہ

مورخہ ۲۲/۵ کو ۹ بجے وفد دھارواڑ (جو کہ ہبلی سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب واقع ہے) کے لئے روانہ ہو گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مکرمی قاضی میاں دین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر کی درخواست پر قاضی صاحب موصوف کے بنگلہ میں ٹھہرے۔ دھارواڑ میں پہلا اور تاریخی جلسہ رات کے ٹھیک آٹھ بجے زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب شروع ہوا۔ جلسہ میں حاضری غیر معمولی طور پر توقع سے کہیں زیادہ تھی۔ حتی کہ جلسہ کے شروع ہونے سے پہلے ہی جلسہ گاہ حاضرین سے کھچا کھچ بھر چکا تھا

مخالفین کی کوشش

ابھی جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی ہی تھی کہ مخالفین احمدیت کا ایک شریر گروپ کار میں بیٹھ کر جلسہ گاہ کے ارد گرد چکر لگاتے ہوئے شور مچانے لگا۔ اور لوکل مسلمانوں کو جلسہ سے اٹھ کر چلے آنے کی تحریک کرنے لگا۔ مکرمی آزاد نوجوان صاحب نے انگلش میں پیغام احمدیت اور احمدی اور غیر احمدی کے عنوان پر نہایت جوش کے ساتھ تقریر شروع کر دی۔ مخالفین کی اس شرارت کے مقابلہ پر احمدیت کے پروانوں میں گھبراہٹ کی بجائے اور جوش پیدا ہوا۔ اور نوجوان صاحب نے ان پر واضح کر دیا کہ جماعت احمدیہ کے مجاہدین ایسے بزدل نہیں ہیں کہ ایسی گیدڑ بھبکیوں سے ڈر کر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں۔ نوجوان صاحب کی تقریر کی وجہ سے نہ صرف غیر مسلم اپنی جگہوں پر جم گئے۔ بلکہ مقامی احمدیوں کا سنجیدہ طبقہ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ نوجوان صاحب نے مخالفین کی اس حرکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غیر مسلم حاضرین کو بتایا کہ وہ ان کے عمل سے اسلام کی تعلیم سے بدظن نہ ہوں کیونکہ ان لوگوں کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ نوجوان صاحب کی تقریر کے بعد مکرمی مولوی سمیع اللہ صاحب نے ہندی زبان میں دنیا کے جہارپرش کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ کی تقریر کو غیر مسلموں نے بہت ہی پسند فرمایا۔ اور آپ کی تقریر کے دوران میں غیر مسلموں کی طرف سے کئی بار تالیوں کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مولوی صاحب موصوف کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے احمدی اور غیر احمدی کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آپ نے ایسے پیرایہ میں مضمون کو پیش کیا کہ جلسہ پر ایک سناٹا چھا گیا۔ اس طرح آپ نے لگاتار ۱½ گھنٹہ وفات مسیح۔ اجرائے نبوت اور دوسرے اختلافی مسائل پر بالخصوص خونی مہدی جیسے عقائد پر روشنی ڈالی۔ اور احمدیت کے اس کہنہ مشق اور کامیاب مبلغ نے شریروں کو بھی خاموش ہونے پر مجبور کر دیا۔ جلسہ گاہ آخری وقت تک کھچا کھچ بھرا رہا۔ اور اندازاً اڑھائی ہزار تک حاضری رہی۔

صدارتی تقریر اور اسلامی لٹریچر

آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نہایت موثر اور مجموعی انداز میں احمدیت کا پیغام اہالیان دھارواڑ تک پہنچایا۔ اور شریروں کو اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی۔ ابھی حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر شروع تھی کہ حاضرین سلسلہ کا لٹریچر حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ اور تقریباً دو ہزار ٹریکٹ چند منٹوں میں تقسیم ہو گئے۔

شکریہ احباب حضرت میاں صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری مبارک علی صاحب نے حاضرین اور ارکان وفد کا شکریہ ادا کیا۔ اور لوکل غیر احمدی حضرات سے درخواست کی کہ مہمانوں کے ساتھ اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کر کے اپنے حسن اخلاق کا نمونہ دکھلانا چاہیئے۔ دھارواڑ میں جماعت کا مشن قائم ہے۔ اگر کسی کو سلسلہ کے اختلافی مسائل پر تبادلہ خیال کرنے کا شوق ہے تو وہ ہر وقت میرے پاس آ سکتے ہیں۔ یہ عاجز اور قاضی صاحب یہاں موجود ہیں۔ آپ لوگ ہمارے ساتھ جس طرح چاہیں سلوک کریں۔ خدا را مہمانوں کا خیال رکھیں جو آپ لوگوں کے بھی ایسے ہی مہمان ہیں جیسے ہمارے اس طرح ان پر اپنے برے اخلاق کا مظاہرہ کر کے اپنے وقار اور مذہب کو بدنام نہ کریں۔

الغرض رات کے ۱۱ بجے یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کے بعد تمام ارکان وفد ہبلی میں ایک غیر مسلم دوست کی دعوت پر رات کے کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ دوسرے روز حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حکیم محمد دین صاحب۔ مولوی سراج الحق صاحب اور چوہدری مبارک علی صاحب شموگہ بذریعہ کار روانہ ہو گئے۔

نماز جمعہ اور واپسی

شموگہ سے واپسی پر ۲۴/۵ کو احمدیہ دار التبلیغ میں نماز جمعہ ادا کر کے ہمارے محبوب کا لخت جگر بذریعہ کار شموگہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

شکریہ احباب جہاں جماعت احمدیہ ہبلی کے ارکان نے دن رات ایک کر کے اپنے آقا کے لخت جگر کی خدمت کا شرف حاصل کیا وہاں جماعت احمدیہ ہبلی ان بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ ہبلی کی ہر رنگ میں مدد کی ہے۔ جماعت احمدیہ شموگہ نے جہاں ہبلی کے جلسہ کے لئے مالی مدد کی ہے وہاں سید بدار صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے مکرمی عبد الرزاق صاحب کی کار خاص طور پر ڈیڑھ صد میل کے فاصلہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے بھجوا دی۔ جس کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو کافی آرام رہا (باقی صفحہ پر)

سرخ ستارے کی حقیقت

(بقیہ صفحہ اول)

ان دونوں قسم کی تحریکوں کے درمیان موازنہ کی دعوت دیں تو وہ فوراً حقیقت و مشاہدہ سے چشم پوشی کر کے اپنا جدلیاتی طریق اختیار کریں گے۔

آہنی پردہ — اسی طرح روس ایک ماہر فن پہلوان کی طرح بین الاقوامی میدان سیاست میں نہیں آتا۔ بلکہ وہ ہمارے ہاں راجہ جی کے قول کے مطابق فصل کے پکنے کا انتظار کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ آہنی پردوں میں گھرا رہتا ہے کمیونسٹوں سے جب اس آہنی پردہ کی وجہ دریافت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ پردہ ہٹا دیا جائے تو پھر سامراجی ڈھنگ روسی عوام کو گمراہ کرنا شروع کر دیں گے۔ اس سے کمیونزم کی کمزوریوں کا علم ہو جاتا ہے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کمیونزم روسی عوام کے دل میں بھی گھر نہ کر سکا۔ اور وہاں ہر وقت بغاوت کا خطرہ رہتا ہے۔ اس خیال کی تائید سٹالن کی موت اور خروشچیف کی تقریر سے بھی ہوتی ہے۔ پھر ہنگری کی بغاوت بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس بغاوت [illegible] [illegible] کیا جا سکتا ہے۔

۱۹ر نومبر ۱۹۵۶ء کو روس کے وزیر خارجہ نے یو۔ این۔ او میں ہنگری کی صورت حال پر بیان دیتے ہوئے افسوس اس کا انکشاف کیا کہ ہنگری کے باشندوں کو غیر ملکیوں نے بغاوت پر آمادہ کیا۔ کیا روسی وزیر خارجہ کا یہ بیان اس بات کا ثبوت نہیں کہ روسی عوام کو کمیونزم پر اعتقاد نہیں۔ وہ محض کمیونسٹ پارٹی کے جبر و استبداد کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔

کمیونسٹوں کی معذرت — جب ہم ۱۹۱۷ء والے انقلاب روس یا کمیونسٹ پارٹی کی چیرہ دستیوں، سفاکیوں اور بربریت کا گلہ کرتے ہیں، تو کمیونسٹوں کی طرف سے یہ معذرت کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ انقلاب کا بالکل ابتدائی دور تھا۔ ابھی انقلابیوں کی تربیت نہیں ہو سکی تھی۔ اس لئے اب ہم کمیونسٹ پارٹی کے زریں عہد کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ کمیونسٹ پارٹی کا انقلاب اپنے کسی دور میں بھی دوسری انقلابی تحریکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں قسم کے انقلابوں کے بنیادی مطالبات مختلف تھے۔

کمیونزم کا زریں دور — اسٹالن کا دور حکومت کمیونسٹ پارٹی کی ترقی کا زریں دور کہلاتا ہے بتیس سال تک اُن کو کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے مزدوروں اور انسانیت کا سب سے بڑا بہی خواہ بنا کر دکھایا گیا۔ لیکن جب ہم ان کی زندگی کے چند واقعات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کا یہ دور زار روس کے دور سے کچھ مختلف نہ تھا۔ بلکہ سٹالن تو اپنی عیاشی۔ خود غرضی اور جاہ پرستی میں زار سے بھی دو چار قدم آگے نکل گئے تھے۔ شاہ ایران کی شادی کے موقعہ پر انہوں نے شاہ کو ایک ٹیبل کلاک بھیجا۔ اس کی قیمت سات لاکھ روپے تھی۔ اس میں ہیرے جواہرات ٹکے تھے۔ یہ تھا تحفہ اس ملک کے حکمران کا جہاں مزدور راج قائم ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اگر زار روس زندہ ہوتا تو اس سے بڑھ کر کیا تحفہ دیتا۔ اب اس کے مقابلہ میں مہاتما گاندھی جی کو دیکھئے۔ آپ نے بھی شاہ انگلستان کو ایک تحفہ بھیجا۔ وہ بھی ٹیبل کلاتھ ہی تھا۔ مگر کھادی کا۔ پھر اسٹالن نے اپنی لڑکی کی شادی جس تزک و احتشام سے کی۔ کیا اسے دیکھ کر زار روس کی یاد تازہ نہیں ہو جاتی؟ مسٹر چرچل کا یہ قول کتنا درست ہے کہ انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کے دستر خوان پر وہ کھانے کھائے۔ جو کیپٹلسٹوں کے ہاں دیکھنے میں بھی نہیں آئے۔ یہ تھا اس شخص کا معیار زندگی جو غریب مزدوروں اور پیشہ وروں کا نمائندہ کہتا تھا۔ اب اس کے ساتھ ہی یہ رپورٹ بھی پڑھ لیجئے۔ کہ ایران کی سرحد پر روس کے ایک سپاہی کو کوڑا لگاتار پیٹتے دیکھا گیا۔

خروشچیف کی رپورٹ — اس موضوع کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے کمیونسٹ پارٹی کے پہلے سیکرٹری خروشچیف کی وہ رپورٹ بھی پڑھئے جو انہوں نے ۱۲ر نومبر ۱۹۵۶ء کو کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں کانگریس کو مخاطب کرتے ہوئے سنائی۔

انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کے رکن اعلیٰ اور کمیونسٹ کے داعی کامل کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے کمیونزم کے چہرے سے نقاب اُلٹ دی ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ

۱۔ سٹالن کی موت پر روسی عوام نے کوئی اظہار افسوس نہیں کیا۔

۲۔ سٹالن کی موت کے دس منٹ بعد ہی گورنمنٹ کی طرف سے اس مضمون کا ایک کمیونکے شائع کیا گیا کہ ملک میں بغاوت کے رونما ہونے کا اندیشہ ہے کمیونسٹ پارٹی کو اس اندرونی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

۳۔ سٹالن نے ملک میں جو وسیع کاشتکاری کی اسکیم جاری کی۔ تو اس کے لئے پچاس لاکھ آدمیوں کو مروا دیا۔ خروشچیف کی شہادت کے مطابق سٹالن نے چرچل کے سامنے بھی اس کا اعتراف کیا۔

۴۔ روس کے مشہور قحط میں سٹالن نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے لاکھوں آفت زدوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۵۔ کمیونسٹ پارٹی کی ایک کانگریس میں ۱۸۰۰ ممبروں نے شرکت کی۔ لیکن اسٹالن کو ان کی اکثریت پر کچھ شبہ سا ہو گیا۔ اس لئے ان میں گیارہ سو کو مروا دیا۔ ان میں سے بعض کا مثلہ بھی کرایا۔

۶۔ سٹالن کو ہمیشہ فوجی بغاوت کا اندیشہ رہتا تھا اس لئے وہ ہمیشہ قابل ترین جنرلوں کو مرواتا رہا۔

اس نے سیکورٹی پولیس کا ایک زبردست دستہ تیار کیا تھا۔ جس کا افسر بیریا Beria تھا۔ اور وہ بیریا کی جماعت Beria gang کہلاتا تھا۔ وہ اس کے ذریعہ جس کو چاہتا قتل کراتا یا مثلہ کراتا۔ خروشچیف نے اس جگہ بہت سی مثالیں دیں۔ جنہیں سن کے سامعین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

یہ وہ واقعات ہیں جو خروشچیف نے بیان کئے۔ معلوم نہیں اس آہنی پردہ کے اندر اور کیا کیا تماشے ہوتے ہیں۔ اور اس جنگل میں اور ایسے کتنے بھیڑیئے ہیں۔

ان واقعات کی روشنی میں کمیونسٹ پارٹی کا دنیا کی دوسری انقلابی پارٹیوں سے مقابلہ کیجئے۔ کہیں وحشت و بربریت کے ایسے آثار نہیں ملیں گے۔ اسکی وجہ پر غور کرتے ہوئے پھر ہم اسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ کمیونسٹ پارٹی نے تاریخ انقلاب و تاریخ نفسیات کا بہت غلط مطالعہ کیا۔ اسی لئے معاشی مسائل کے حل کرنے میں اس کو استعمال ایک مظالم سے کام لینا پڑا۔ جس کی کسی اصلاحی و انقلابی تحریک میں نظیر نہیں ملتی۔

کمیونسٹ پارٹی مینی فسٹو — اب یہ بات محتاج تفصیل رہ گئی کہ ان تمام حقائق کے باوجود ہر ملک میں کمیونزم کیوں پھیل رہا ہے۔ تو معلوم ہونا چاہیئے کہ کمیونسٹ پارٹی کے مینی فسٹو میں جو اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں وہ بہت مقدس و پاکیزہ ہیں۔ روٹی۔ کپڑے اور گھر کے مسائل حل کرنے کے علاوہ خاندانی و طبقاتی کشمکش دور کرنا۔ غلامی کو مٹانا۔ تعلیم و علاج کا مفت بندوبست کرنا وغیرہ

تو یہ وہ مقاصد ہیں جو ہر مذہب و ملت کی نظروں میں مقدس سمجھے گئے ہیں۔ اور دنیا کے ہر مذہبی و اخلاقی انقلاب کے بعد دنیا ان نعمتوں سے بھی مالا مال ہوتی رہی ہے۔ بھارت کے دستور جمہوریت اور سوشلسٹ طرز کی حکومت نے بھی ان مقاصد کی تائید کر دی ہے۔ اس لئے جب کسی مذہب و ملت کا آدمی کمیونسٹ پارٹی کا مینی فسٹو دیکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی مقاصد ہیں جنہیں ہمارے اسلاف بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور اس طرح کمیونزم کو عوام میں رسوخ حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کو اس کے انجام و طریق کار کا علم نہیں ہوتا۔ اور نہ [illegible] کمیونسٹ پارٹی عوام کے سامنے اپنے کسی اقدام کی وجہ جواز پیش کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس کا آرڈر وحی و الہام سے بھی اٹل ہوتا ہے۔ اور اس سے سرتابی کی سزا دردناک موت کے سوا کچھ نہیں۔

تمدنی زندگی — اسی طرح انسان میں ایک جذبہ تمدنی زندگی کا پایا جاتا ہے۔ کمیونزم جب کہتا ہے کہ وہ مشترکہ زراعت جاری کرنا چاہتا ہے۔ کارخانوں اور کانوں کو قومی ملکیت بنانا چاہتا ہے تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ پھر تو ہم خوب مل جل کے رہیں گے اور جو بھر کے تمدن کی بہاریں لوٹیں گے۔ کیرالا میں کمیونسٹوں کی کامیابی کا یہی حقیقی پس منظر ہے۔ جنوبی ہند کا یہ چھوٹا سا صوبہ مدت سے ان برکات کے لئے ترس رہا تھا۔ کسی سیاسی یا مذہبی تحریک نے ان کی یہ ضرورت پوری نہیں کی۔ اس لئے اس نے کمیونسٹوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کیرالا میں کمیونسٹوں کی کامیابی ہر مذہبی اور سیاسی تحریک کے لئے تازیانۂ عبرت ہے۔ اگر اب بھی اس غلطی کا ازالہ نہ کیا گیا۔ تو یقیناً دوسرے الیکشن میں بھارت کے اور صوبے اس سے متاثر ہوں گے۔ یہ زمانہ محض منطق و فلسفہ کا نہیں۔ بلکہ آج کل درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی مال کو پاکیزہ کرتی اور برکت کا موجب ہوتی ہے۔

ضروری اعلان

چندہ اخبار بدر کسی کے ذاتی نام پر نہیں آنا چاہیئے بلکہ براہ راست مکرم افسر صاحب، صیغہ امانت، دفتر محاسب، دیان اور ربوہ میں زیر امانت اخبار بدر آنا چاہیئے۔ اور اس کی اطلاع دفتر ہذا کو بھی دینی چاہیئے۔
نیز خط و کتابت کرتے وقت اپنا مکمل پتہ اور چٹ نمبر ضرور تحریر کیا کریں۔

(مینیجر بدر)

اشاعت اسلام کا چندہ جمع کرنے کیلئے ہر احمدی کو عملی قدم اٹھانا چاہیئے

غیر احمدی شرفاء سے چندہ کی اپیل

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء میں احباب جماعت کو قربانی کے لئے خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

"وہ وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔ اور تمام دوست چاہے وہ کسی شعبہ میں کام کرتے ہوں اپنے تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کریں"۔

حضور کے ارشاد کی روشنی میں ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ جہاں خود زیادہ سے زیادہ قربانی کرتے ہوئے اپنے ذمہ ہر قسم کے چندوں میں باقاعدگی اختیار کرے وہاں تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع پیمانے پر چلانے اور جاری رکھنے کے لئے اپنے غیر احمدی دوستوں میں بھی چندہ کی اپیل کریں۔ اور جس قدر کوئی رقم دے اسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے۔

حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں تاکیداً ارشاد فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں دوست ابتدائی مشکلات سے نہ گھبرائیں بلکہ دیوانہ وار کوشش جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کوشش اور جد و جہد کے نتیجہ میں تبلیغ کی نئی راہیں کھول دے گا۔ اور جماعت کی مالی مشکلات کو آسان فرما دے گا انشاء اللہ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا ہر فرد پوری کوشش کرے اور تمام مبلغین اور عہدہ داران بالخصوص ایک پروگرام کے ماتحت اپنے اپنے حلقہ کے غیر احمدی شرفاء کے پاس پہنچ کر ان سے اشاعت اسلام کے لئے چندہ کی اپیل کریں۔ اور قلیل سے قلیل رقم دینے والے کی پیشکش کو بھی خوشی سے قبول کیا جائے۔

اس غرض کے لئے علیحدہ رسید بکیں ہر جماعت کے سیکرٹری صاحبان مال کو ارسال کی جا چکی ہیں دوستوں کو چاہیئے کہ اس تحریک کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں اور اس بارے میں جو فیصلہ اور قابل عمل تجاویز ضروری سمجھیں ان سے نظارت ہذا کو بھی اطلاع دے کر ممنون فرمادیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں احمدی علماء کی شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے مطابق قادیان میں خالص دینی تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اور چند ایک طلباء زیر تعلیم ہیں مگر ہر سال نئے طالب علموں کی ضرورت ہے۔ جو اوپر کی کلاسوں میں ترقی پانے والوں کی جگہ لے سکیں۔ ایسے طلباء کو مولوی فاضل تک تعلیم دی جائے گی۔ اور یہی نونہال اگر خدا نے چاہا تو آئندہ احمدیت کے داعی و مبلغ ثابت ہوں گے۔ پس خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے والدین کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر آپ کا اپنا بچہ اس قابل ہے تو اُسے فوری طور پر قادیان بھجوا دیں اور اپنے بچے کے مستقبل کو دینی ماحول میں روشن بنائیں۔ اور اگر آپ کے زیر اثر کسی دوست کا بچہ ہے تو اُسے بھی مناسب طریق پر یہ نیک تحریک کریں چونکہ یہ اعلان حضور کے منشاء مبارک کے ماتحت کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ احباب حضور کے منشاء کے مطابق اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے جلد مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہونگے اندازہ اخراجات مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار ہے تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل پاس ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ مدرسہ احمدیہ کی کلاس ۱ میں مڈل پاس طلباء کو داخل کیا جاتا ہے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

درخواست دعا

بندہ کا ارادہ دیر سے خانہ کعبہ کا حج کرنے کا ہے۔ قارئین اخبار گوہر بار سے دلی درخواست ہے کہ ان مبارک ایام میں خاص طور پر بندہ کے لئے دعا فرمائیں کہ بندہ اپنے اس نیک اور اہم مقصد میں کامیاب ہو۔ اور رضائے الٰہی حاصل ہو۔ اور انجام بخیر ہو۔

- خاکسار محمد ابراہیم خلیل ربوہ شریف (سابق مبلغ افریقہ)

ریویو

"بشارات رحمانیہ" جلد دوم

حال ہی میں جناب مولوی عبد الرحمن صاحب مبشر مولوی فاضل نے کتاب بشارات رحمانیہ کی دوسری جلد شائع کی ہے۔ جو ۵۲۴ صفحات کا ایک عمدہ قابل مطالعہ مجموعہ ہے۔ اس میں آپ نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسیح محمدی کے متعلق پیشگوئیاں اور اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے موعود کل ادیان کی نسبت بزرگان امت کی بشارات کو جامع طریق پر بیان کرنے کے ساتھ اسلام میں رؤیا و کشوف کا مقام، پیشگوئی مصلح موعود کے زندہ نشان کی تفصیل پر ٹھوس مضامین شامل کئے گئے ہیں۔

کتاب کا دوسرا حصہ اُن کشوف و الہامات اور رؤیا پر مشتمل ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی راہنمائی کے لئے ظاہر فرمائے۔ اور ان اصحاب نے انہیں حلفاً بیان کیا گویا اس معہد میں احمدیت کے شجرہ طیبہ کے شیریں پھلوں کا نمونہ نظر آتا ہے

چونکہ سلسلہ کشوف و الہامات اور رؤیا اسلام کی جڑ اور اس کی روح رواں ہے اسلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی اس ابدی صداقت کو بطور حجت قاطعہ پیش کیا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ خود آپ کو بھی اس قسم کی تائید سماوی دیئے جانے کا وعدہ دیا گیا اور آپ کو الہام ہوا:-

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

یعنی ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ہزاروں ہزار افراد محض اس ذریعہ سے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ پس ایسی کتاب کا مطالعہ جہاں احمدی احباب کے اپنے ازدیاد ایمان اور توجہ الی اللہ کا باعث ہے۔ وہاں ٹھوس تبلیغ میں بھی بڑی ہی مفید ہے۔ اور اس قابل ہے کہ دوست خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے زیر تبلیغ احباب کو مطالعہ کے لئے دیں۔ یہ کتاب ہندوستان میں قادیان کے جملہ تاجران کتب سے اور پاکستان میں براہ راست مکرم مولوی عبد الرحمان صاحب مبشر مولوی فاضل دفتر ترجمۃ القرآن بطرز جدید بلاک ۶ ڈیرہ غازی خاں سے طلب کی جا سکتی ہے۔ ——— قیمت مجلد فی نسخہ اعلیٰ للعہ۸/ - درمیانہ للعہ/ - غیر مجلد سہ/ -

نہایت ضروری اعلان

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد گرامی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق پندرہ مولوی تیار کرنے کی ایک سکیم نظارت ہذا میں زیر غور ہے۔ اس کلاس میں داخلہ لینے والے مستحق طلباء کو انجمن کی طرف سے کتب وغیرہ کی تعلیمی سہولیات کے علاوہ مبلغ پچیس ۲۵/- روپے کے درمیان ماہوار وظیفہ بھی ملیگا ایسے احباب کو بعد تکمیل تعلیم کم از کم دس سال تک صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت کے ماتحت انجمن کے مقرر کردہ مشاہرہ پر فریضہ تبلیغ ادا کرنا ہوگا۔ ہم خرما و ہم ثواب کا یہ نادر موقعہ ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے کم از کم مڈل پاس طلباء خدمت دین کے لئے آگے بڑھیں۔ اور مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں اپنے مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ مع نقول سرٹیفکیٹ جلد نظارت ہذا کو بھجوا دیں تاکہ جلد انتخاب کر کے ... جاری کی جا سکے

کوائف۔ نام۔ ولدیت۔ سکونت مع پورا پتہ۔ عمر۔ صحت۔ مڈل یا میٹرک کا امتحان کس سال پاس کیا۔ (مصدقہ سند ہمراہ ارسال فرمائیں) والد یا سرپرست کا ذریعہ معاش اندازہ ماہوار آمد۔ تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ۔

نوٹ:- درخواست کنندہ کے لئے (۱) اردو زبان کا لکھنا پڑھنا جاننا ضروری ہے۔ (۲) قرآن مجید بآسانی پڑھ سکتا ہو (۳) سلسلہ کے لٹریچر سے کافی واقفیت رکھتا ہو (۴) عمر تیرہ سال سے کم اور ... سال سے زائد نہ ہو۔ (۵) شادی شدہ نہ ہو درخواست میں ان امور کی بھی صراحت کی جائے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

ہبلی اور دھارواڑ کے سالانہ جلسے

(بقیہ صفحہ نمبر ۹)

اور بڑے سے وقت میں تمام امور کو بسہولت سرانجام دیا جاسکا جزاہم اللہ تعالیٰ

حیدرآباد سے مکرمی سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب چنتہ کنٹہ سے مکرمی سیٹھ معین الدین صاحب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چاند مارکہ بیڑی سیٹھ رشید احمد صاحب یادگیر سے مکرمی سیٹھ محمد الیاس صاحب و سعت اللہ و نعمت اللہ اعجاز احمد صاحبان نے ہبلی اور دھارواڑ کے جلسوں کیلئے مختلف رنگ میں تعاون فرمایا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہبلی کا جلسہ ہر سال ہی انہیں حضرات کے مخلصانہ تعاون سے ہی ہوتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ ہبلی اور دھارواڑ کی طرف سے ان تمام حضرات کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور یہ علاقہ میں یہ جلسے احمدیت کی ترقی کا باعث ہوں۔ خاکسار

حضرت صاحب سنداسگر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہبلی علاقہ میسور

خبریں

صدری ۲۸ اپریل۔ بھارت سرکار کے وزیر خوراک شری اجیت پرشاد جین نے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا کہ ملک کے کسی بھی حصہ میں خوراک کی صورت حالات کے متعلق تشویش مند ہونے کی قطعاً کوئی وجہ نہیں اس کے برعکس صورت حالات پُر امید ہے۔ آپ نے کہا کہ بعض صوبوں سے خوراک کی قلت کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ وہ مبالغہ آمیز ہیں۔ بھارت سرکار کے پاس گندم کا کافی سٹاک موجود ہے۔ اور وہ ہر صوبہ کی مانگ کو پورا کر سکتی ہے۔

نئی دہلی ۲۸ اپریل۔ کسٹم حکام نے بھارت میں ناجائز سونے کی درآمد روکنے کے لئے بڑے پیمانہ پر اینٹی سمگلنگ سرگرمیاں شروع کر دی ہیں۔ سرکاری پولیس۔ کسٹم چوکیوں اور پنجاب۔ یو پی۔ بمبئی اور مغربی بنگال میں سونے کی بڑی بڑی منڈیوں میں تعینات کسٹم حکام کو ہدایت کر دی گئی ہے وہ چوکس ہو جائیں۔ اور اس سازش کو ناکام بنا دیں۔ ایک اندازہ کے مطابق ہر روز ۱۰ ہزار تولہ سونا ناجائز طور پر بھارت میں سمگل کیا جاتا ہے اور اس سے بھارت کو ہر ماہ ۲۰ کروڑ روپیہ کی کرنسی سے ہاتھ دھونے پڑ رہے ہیں سمگل شدہ بھارت کی کرنسی پاکستان کے راستہ بحرین یا سوئٹزرلینڈ سے فرانس۔ اور انٹینینٹ کے بنکوں میں چلی جاتی ہے۔

ماسکو ۲۸ اپریل۔ روس کی کیمونسٹ پارٹی کے اخبار "پروڈا" نے لکھا ہے کہ بحیرہ روم میں امریکہ کے چھٹے بحری بیڑہ کی نقل و حرکت آزاد عرب ملک جارڈن کے خلاف ہے۔ اخبار مذکور نے مزید لکھا ہے۔ کہ مشرق وسطیٰ پر ایک بار پھر جنگ کا خطرہ منڈلا رہا ہے جب جارڈن نے امریکہ کی نو آبادیاتی آئزن ہاور پلان کو رد کر دیا۔ تو جارڈن کے خلاف ایک سازش کی گئی۔ اس سازش کی تمام کڑیاں واشنگٹن میں جا کر ملتی ہیں۔ اخبار پروڈا نے لکھا ہے۔ کہ دوسرے ممالک کی مسلح فوجیں جارڈن کی سرحدوں پر کھڑی ہو رہی ہیں اس کے علاوہ ترکی، عراق اور اسرائیل نے فوجی اقدامات کئے ہیں، کہا یہ واضح نہیں ہے۔ کہ جارڈن پر مسلح حملہ کرنے کی جو تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ وہ امریکن سامراجیوں کا کام ہے۔ اخبار مذکور نے آخر میں لکھا ہے کہ امریکہ کی ان سازشوں کا مقصد یہ ہے۔ کہ جارڈن کو دہشت زدہ کیا جائے۔ تاکہ وہ آئزن ہاور کے پلان کو منظور کرے۔

عمان ۲۸ اپریل۔ جارڈن کی سابق بلوسی وزارت نے روس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا شاہ حسین نے اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جارڈن کے سفیر شاہ حسین کا عراق کے شاہ فیصل کے نام پیغام لے کر بغداد پہنچ گئے ہیں۔ شاہ حسین نے آج کے بیان میں کہا ہے کہ دو محاذ پر جنگ لڑ رہے ہیں۔ ایک طرف تو ملک کے اندر کمیونسٹوں اور ان کے حامیوں سے جنگ لڑی جا رہی ہے اور دوسری طرف وہ بیرونی مداخلت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ شاہ حسین نے برطانیہ کے اخبار "نیوز آف دی ورلڈ" کے نام بھی ایک پیغام بھیجا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اپنی سرزمین پر عرب قوم پرستی کی حفاظت کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ تب تک کمیونسٹ وسط مشرق میں نہ گھس سکیں گے۔

لندن ۲۸ اپریل۔ لندنی اخبار "سنڈے ایکسپریس" نے بیان کیا ہے کہ برطانیہ جزائر کرسمس میں نئے ایٹمی بموں کا تجربہ کرنے والا ہے۔ وہ کنٹرولڈ بم ہوں گے۔ اور انہیں خاص فوجی ہدف پر گرایا جا سکے گا۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے۔ کہ سکیم کے مطابق ۲ سے پانچ تک بموں کا تجربہ کیا جائے گا۔ اگر پہلے دو بموں کا تجربہ غیر کامیاب ثابت ہوا تو مزید تجربے نہ کئے جائیں گے۔

ماسکو ۲۸ اپریل۔ روس نے کل رات مغربی جرمنی کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں اُسے وارننگ دی گئی ہے کہ اگر اس نے اپنے علاقہ میں ایٹمی ہتھیار رکھے جانے کی اجازت دی تو اُسے اس قدر ہولناک خطرہ کا سامنا ہوگا کہ جرمنی عوام کے ماضی کے مصائب اس کے سامنے ہیچ ہوں گے۔ مراسلہ میں مزید لکھا ہے کہ مغربی جرمنی کے اہم مرکز کو صرف ایک جدید ترین ہائیڈروجن بم سے منہدم کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں مغربی جرمنی ایک بڑا قبرستان بن جائے گا۔

واشنگٹن ۲۸ اپریل۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے بیان کیا ہے کہ نیٹو معاہدہ کے ماتحت اٹلی میں جو بعض امریکی دستے متعین ہیں انہیں جنگ کے وقت ایٹمی ہتھیاروں سے مسلح کر دیا جائے بشرطیکہ ان پر حملہ ہوا ترجمان نے مزید کہا کہ اٹلی میں امریکی دستوں کا کام یہ ہے کہ وہ اٹلی کی شمالی مشرقی سرحد کی حفاظت کریں۔

لندن ۲۸ اپریل۔ لندن کے سیاسی حلقوں نے انکشاف کیا ہے کہ اگرچہ امریکہ نے اپنے بحری بیڑہ کو عرب سمندروں میں بھیجا ہے۔ تاہم امریکہ جارڈن میں مداخلت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ امریکہ کو توقع نہیں کہ روس جارڈن کے معاملہ میں کوئی ایسی کارروائی کریگا جس سے کہ امریکہ کو جوابی کارروائی کرنی پڑے۔ تاہم ماسکو ریڈیو نے موجودہ صورت حال کی خطرناک اور نازک نوعیت کے متعلق وارننگ دی ہے لندنی حلقوں کا کہنا ہے کہ روس تب تک کوئی اقدام نہ کرے گا جب تک کہ حالات قدرے پرسکون نہیں ہو جاتے۔ لیکن اس کے باوجود صورت حال نازک ہے اور اس کا نتیجہ جنگ کی صورت میں نکل سکتا ہے۔

کراچی ۲۸ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ واشنگٹن میں عالمی بنک کے زیر اہتمام بھارت اور پاکستان کے نمائندوں ۔۔۔ میں نہری جھگڑے کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی۔ وہ عملی طور پر ناکام رہی ہے۔ سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستانی وفد بہت جلد واپس کراچی آجائے گا۔ اور اپنی حکومت کو رپورٹ پیش کرے گا۔ پاکستانی حلقوں کا یہ بیان ہے کہ سمجھوتہ کی آخری کوشش کرنے کے لئے عالمی بنک کا نائب صدر اگلے مہینے بھارت اور پاکستان کا دورہ کرے گا۔ اور دونوں حکومتوں کے ساتھ اہم بات چیت کرے گا۔

نئی دہلی ۲۸ اپریل۔ بھارت کے وزیر فائنانس شری کرشنا مینن نے ان کے اعزاز میں دی گئی ایک استقبالیہ تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ امن کے کاز کے لئے بھارت کا دوسروں پر اثر انداز ہونا اور ایٹمی تجربات کو بند کرانے میں موثر پارٹ ادا کرنا اس بات پر منحصر ہے کہ یہ اقتصادی اور سوشل لحاظوں پر کس قدر تیزی سے ترقی کرتا ہے آپ کو آندھرا ایسوسی ایشن کی طرف سے استقبالیہ دعوت دی گئی تھی۔ آپ نے اپیل کی کہ زرعی پیداوار بڑھانے، ناخواندگی کو ختم کرنے اور عورتوں کی حالت سدھارنے کے لئے ملک گیر کوششیں کی جائیں۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہندی کی اشاعت میں اعانت

سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہندی کی اشاعت کے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے جو اعلان اخبار بدر میں شائع کیا گیا تھا۔ اس پر لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی معاون ناظر اعلیٰ اور ان کی اہلیہ محترمہ نے اعانت کا وعدہ کیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کار خیر میں جو حضرت سیدنا و مولانا فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کے لئے ہے زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور خدا تعالیٰ کی خاص رحمت کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)